

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کتاب المصابیح

سیرت النبی

مؤلف: حضرت محمد بن محبوب سجستانی

سید محمد السیرین بن محمد بن اسماعیل بن قیس

حضرت محمد بن ابی بکر بن عبد الوہاب

سید محمد بن یحییٰ بن کثیر بن عبد الوہاب

156

کتاب المصابیح



Handwritten text in Urdu, arranged in a circular pattern. The text includes the name of the library, the location, and the date. The text is written in a cursive style.

کتاب خانہ اسلامیہ
پتہ: سید احمد علی شاہ
لاہور
1991

غوثِ ثمدانی محبوبِ سبحانی

سیدِ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

رسالہ غوث الاعظم

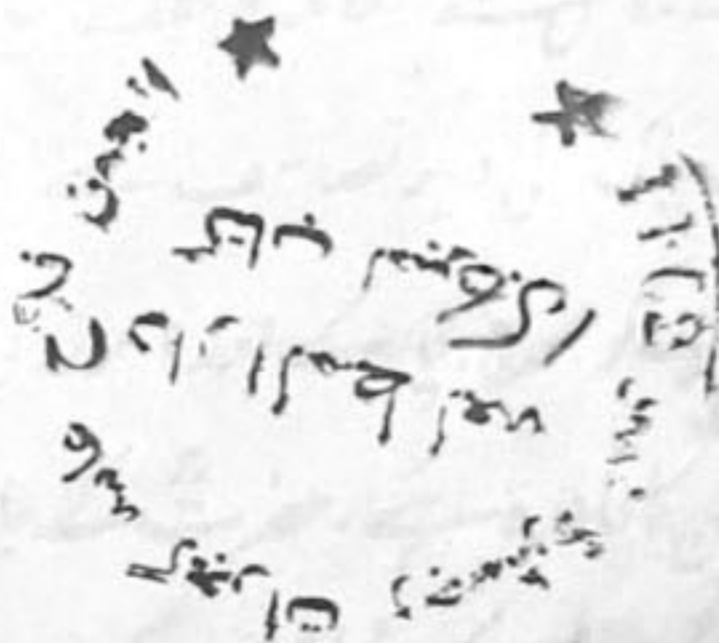
مشریح مؤسوسہ

جوہر العشاق

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسین گیسو دراز قدس سرہ

ترجمہ

مولوی احمد حسین خان



ناشر : الكتاب گنج بخش روڈ لاہور
طابع : بختیار پرنٹرز، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
سال اشاعت : ۱۹۶۸ء ۱۳۹۸ھ
تعداد : ۵۰۰
قیمت : ۱۸/-

ادارت و اہتمام
محمد سلیم اسماعیل چشتی

سخنِ مدبر

غوثِ سمدانی قطبِ بانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذاتِ والا صفات فیوض و برکات کا وہ سرچشمہ تھا جس سے تشنگانِ شوق کرج تک سیراب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ حضرت کی گراں پایہ تصانیف میں آپ کے ایک رسالہ کو، جو بالعموم ”رسالہ غوثِ الاعظم“ کے نام سے معروف ہے، خاص مقام حاصل ہے۔ دیکھنے کو یہ مختصر سا کتابچہ ہے لیکن اپنے اندر ایک جہانِ معنی سمیٹے ہوئے ہے جس حقیقت کے لئے دفتر کے دفتر ناکافی ہوں، اُس کو ایک نُکتے میں بیان کر دینا اذیلئے کرام ہی کا حق ہے۔

یہ رسالہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں یا مقالات پر مشتمل ہے جن کی تعداد ۶۵ ہے۔ یہ دراصل وہ الہامات ہیں جو وقتاً فوقتاً حضرت غوثِ الاعظم کے قلبِ اطہر پر وارد ہوتے تھے۔ رسالے کا انداز بیان مخاطبت کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خطاب ہوتا ہے، حضرت اُس کو ”قال لی“ (یعنی مجھ سے فرمایا کہ....) کہہ کر بیان کر دیتے ہیں۔ اکثر و بیشتر خطاب باری جل شانہ کی طرف سے ہے لیکن کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ غوثِ الاعظم سوال کرتے ہیں اور اُدھر سے جواب عنایت ہوتا ہے۔ اس سے مکالمہ کا لطف پیدا ہو گیا ہے۔

”رسالہ“ کا اسلوب غوثِ پاک کی دیگر تصانیف سے بالکل الگ اور منفرد ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس اسلوب کو سوچ بچار کے بعد، موزوں پیرایہ اظہار کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عام مُصنّفین کا قاعدہ ہے۔ حضرت کے بارے میں ایسا خیال کرنا سو براہِ ادب ہوگا۔ اس کے برعکس پورا رسالہ ایک پُر اثر اور دلآویز بیانیہ خستگی کا مظہر ہے جو

وارداتِ قلبی یا الہام کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کیفیات کی صداقت سخن طرازی اور عبارت آرائی سے بے نیاز ہوتی ہے بالکل ایسے ہی جیسے حسین و جمیل چہروں کو مشاطگی کی حاجت نہیں ہوا کرتی۔

اکابرِ طریقت نے ہمیشہ اس رسالے کو بنگاہِ قدر و منزلت دیکھا ہے اور ہر زمانے میں اہل سلوک اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں اس سے اقتباس کیا ہے۔ برصغیر میں خواجہ حمید الدین ناگوری نے لوامع اور طوالح میں، علامہ رکن الدین عماد کاشانی نے شمائل الانقیاء میں، حضرت سراج محمد گجراتی نے اورداد فوریہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے مکتوبات میں اس رسالے کا ذکر کیا ہے یا اس میں سے حوالے دیے ہیں۔ عربی اور فارسی میں اس کی بہت سی شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ ان میں سب سے عمدہ اور مقدم حضرت خواجہ بندہ نواز محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ کی تصنیف فرمودہ شرح ہے جسے آپ نے ”جواہر العتاق“ کے معنی خیز نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اس شرح کی لطافت کے بارے میں کچھ کہنا سوریج کو چرانغ دکھانے کے مترادف ہے۔ غوث الاعظمؒ کے الہامات کی شرح کا حق حضرت گیسو دراز ہی کو تھا۔ سلوک و عرفان کا کونسا گوشہ ہے جس پر آپ نے روشنی نہیں ڈالی۔ اثنائے شرح مختلف مقامات پر حضرت شارحؒ نے اپنے مکاشفات کا ذکر بھی کیا ہے۔ غرضیکہ رسالہ اور اس کی شرح کا یہ ایک ایسا حسین اور نادر امتزاج ہے جس کی بہت کم نظیر ملتی ہے۔

مولوی حافظ عطا حسین۔ ایم۔ اے۔ مرحوم نے یہ شرح ۱۳۶۲ھ میں کتب خانہ رضتین گلبرگہ شریف (حیدرآباد، دکن) سے شائع کی تھی۔ مولوی صاحب حکومت حیدرآباد میں ناظم تعمیرات کے عہدے پر کام کر چکے تھے۔ حضرت گیسو درازؒ کی تصانیف کی اشاعت کے سلسلے میں انہوں نے بڑا گراں قدر کام کیا ہے۔ حضرت کی بہت سی کتابیں مرورِ ایام کیساتھ ناپید ہو چکی تھیں۔ مرحوم کی انتھک کوششوں سے اربابِ ذوق کو پھر ان کی صورت دیکھنا

نصیب ہوا ہے۔ مرحوم نے اس مقصد کے لئے کہاں کہاں کی خاک چھانی، کن کن کتب خانوں کو کھنگالا اور تحقیق و جستجو اور تصحیح و مقابلہ کے سلسلے میں کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں، اس کا اندازہ اُن مقدموں کو پڑھ کر ہوتا ہے جو انھوں نے ان کتابوں کے لئے لکھے ہیں۔ مرحوم کی محنت شاقہ کی داد نہ دینا سخت ناسپاسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو مشرف قبولیت بخشے اور اُن کو احسن اجر سے نوازے۔ آمین۔

اس شرح کو مولوی احمد حسین خان صاحب نے اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ آپ گلبرگہ کالج کے وائس پرنسپل تھے۔ یہ ترجمہ ۱۳۶۲ھ میں کتب خانہ روضتین سے شائع ہوا تھا۔ ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ حضرت کیسودراز نے جہاں جہاں عربی یا فارسی کے اشعار درج کئے ہیں اُن کا منظوم ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس سے عبارت میں ایک لطف پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر مقالے کے لئے الگ الگ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ اس سے فہم مطالب میں بڑی سہولت رہے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا مَحْمُودَ إِلَّا اللَّهُ حَمْدُ نَفْسِهِ بِنَفْسِهِ

وَالصَّلَاةُ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

طَرِبْنَا إِلَى نَبِيِّنَا فَسَمِعْنَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الباء حرف الا اتصال والنضم ابداء الموجودات
بالله والحادثات من الله ط

(ب حرف اتصال وضمّن ہے۔ موجودات کی ابتداء اللہ سے ہے۔
اور اُس کا حدث یا قنا ہو جانا بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

ابن عباس رضی نے فرمایا ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایک رات صبح
ہونے تک تھا۔ بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی شرح و تفصیل فرماتے رہے۔

فرايت نفسي عنده كالجدة عند البحر العظيم
(اُن کے آگے میں نے خود کو ایسا پایا جیسے بڑے سمندر کے لگے ستیج)

اگر بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی جلالت عرش پر آجائے یا آسمانوں یا زمینوں
پر تو یہ سب حال و کیفیت سے (یعنی اسی وقت) گچھل جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے :

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرايته خاشعا متصدعا

من خشية الله

(اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھ لیتے کہ یہ اللہ کی خشیت و ہیبت

سے کانپ اٹھتے۔

خواجہ شبلی علیہ الرحمہ سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ :

انا نقطة بآء بسم الله ط۔

(میں بسم اللہ کی ب کا نقطہ ہوں)

خواجہ بایزید سے کسی نے دریافت کیا بایزید کون ہے؟ جواب میں ایک کاغذ پر لکھ دیا "بسم الله الرحمن الرحيم" اور پوچھنے والے کے ہاتھ میں کاغذ دے کر فرمایا کہ بایزید یہ ہے۔ اب سمجھ لو کہ بایزید و شبلی علیہم الرحمہ اللہ کے اولیاء و دوست ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ :

الولی هو الفانی فی الله والباقی بالله والظاهر

باسماء الله وبصفاته

(اللہ کے دوست اللہ میں فانی، اللہ کے ساتھ باقی، اللہ کے ناموں کے

ساتھ ظاہر ہوتے ہیں)۔

یعنی اولیاء اللہ کا ظاہر، اللہ کے ناموں کے ساتھ اور ان کا باطن، اللہ کے صفت کے ساتھ ہوتا ہے۔ شکر ہے رب العلیین کا کہ اُس نے اپنے دوستوں (اولیاء) کو اس طرح ظاہر کیا کہ سوائے خود کے ان کو کوئی نہیں پہچانتا خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں فرمایا کہ :

اولیائی تحت قبایف لا یعرفہم غیرہ

(میرے اولیاء و دوست، میرے قبایف نیچے ہیں ان کو بجز میرے اور کوئی

نہیں پہچانتا)۔

معلوم ہو کہ :

الله مصدر الموجودات۔ الله عبارة عن الهوية الرحمن

الرحيم الله بالتولى الرحمن بالتسلي الرحيم بالنجلي
الله بالئد لل الرحمن بالتشكل الرحيم بالتمثل
الله بالتقرب الرحمن بالوحدة الرحيم بالاتصال
(الله مصدر موجودات ہے۔ اللہ سے مراد اس کی 'ہویت' ہے۔
الرحمن الرحيم - اللہ محبت اور دوستی والا ہے۔ رحمن مہربان و تسلی دینے
والا۔ رحيم - رحم کرنے اور تجلی دینے والا ہے۔ اللہ محبت و ناز کے
ساتھ، رحمن تشکل و صورت آفرینی کے ساتھ، اور رحيم مثل و عکس سازی
کے ساتھ ہے اللہ تقرب کے ساتھ، رحمن وحدت کے ساتھ اور
رحيم اتصال کے ساتھ ہے۔)

محمد حسینی یوں کہتا ہے کہ یہ دونوں کلمے مبالغہ کے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں

حمد باری تعالیٰ

الحمد لله لا محمود الا الله - حمد نفسه

بنفسه

(تعریف صرف خدا کے لئے ہے۔ سوائے خدا کے کوئی تعریف کئے

جاننے والا نہیں ہے۔ اس نے خود ہی اپنی تعریف آپ کی ہے۔)

خداوند تعالیٰ نے جس طرح اپنی ذات کی تعریف خود کی ہے یا کرتا ہے ایسی
تعریف کوئی نہیں کر سکتا۔

لا احصي ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك

(میں کچھ بھی تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف

آپ کی ہے)۔

تعریف کیا ہے۔ تعریف کرنے والا کون ہے۔ اور تعریف کئے جانے والے کے کیا معنی ہیں؟ جس نے جانا جانا۔ شریعت والے کہتے ہیں کہ

الحمد هو الوصف بالجميل على جهة التفضيل،

(حمد فضیلت و برتری کے لحاظ سے خوبی کا بیان کرنا ہے)۔

لیکن طریقت کے راستے چلنے والے، ربوبیت کے زاویہ و زاویہ وحدت کے گوشہ نشین کے نزدیک حمد تین قسم کی ہے۔ پہلی قول والی، دوسری فعل والی اور تیسری حال و کیفیت والی۔ حمد قولی زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہیں جس طرح کہ انبیا علیہم الصلاة والسلام نے فرمایا:

كما قال عليه الصلاة والسلام اذ اقاتل الناس

حتى يفعلوا لا اله الا الله

(جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں

سے اس وقت تک لڑوں کہ وہ 'لا اله الا الله' کہہ دیں)۔

اس کو سالکان معرفت جمہور کی قولی حمد اور تقلیدی حمد کہتے ہیں۔ جانتا چاہیے کہ

شریعت، طریقت اور معرفت کی اٹھان ایک ہی بنیاد پر ہے جو اسلام ہے۔ شریعت

طریقت و حقیقت میں بھی یہی کلمہ 'لا اله الا الله' کہتے ہیں۔ کلمہ کے کہنے میں

کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ کلمہ کی نفی و اثبات میں اختلاف کیا جاتا ہے۔ دوسری

حمد فعلی ہے۔ اس حمد کا تعلق بدن کے اعمال سے ہے یعنی عبادات و خیرات وغیرہ

جو خاص خدا کی خوشنودی اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے ہو۔

حمد حالی خدا کے حکم اور علمی و عملی کمالات سے متصف ہوتی ہے۔ حمد قولی زبان کا اقرار

ہے۔ حمد فعلی دل سے تعریف کرنا اور حمد حالی رُوح کی تعریف سے ہوتی ہے۔ جو ان تینوں کو جانتے ہیں وہ تمام تعریفوں اور صفات کے ساتھ حمد کرتے ہیں۔ جو حمد کہ محققین کرتے ہیں وہ یہی (حمد و تعریف) ہے اور اہل تحقیق اگر حمد کرتے ہیں تو ان کی حمد بھی یہی ہے۔ جاننا چاہیے کہ حمد رُوح سے تعلق رکھتی ہے تو شکر کا تعلق زُبان سے ہے۔ حمد اپنی استعداد میں کمال کے لئے کی جاتی ہے۔ اور یہ حمد صرف ذاتِ احدیت کی کی جاتی ہے اور شکر نعمتوں میں زیادتی کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لئن شکرتم لانیذکم

(اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہارے لئے (نعمتوں میں) زیادتی کروں گا)۔

کاشف الغمۃ یعنی تعریف صرف اس خدا کے لئے ہے جو غم کو اور غموں کو کھولتا یاد دہا کرتا ہے۔ غم کو کہتے ہیں۔ حزن سے مراد چھوٹا عشق نہیں بلکہ اوسط عشق ہے اوسط عشق یہ ہے کہ وہ خود اپنے ہی پر عاشق ہو۔ پس وہ اپنے غم کو کھولنے یاد دہا کرنے والا ہے۔ اب سمجھو کہ جب خدائے تعالیٰ پوشیدہ خزانہ تھا اور حجرۃ بالقوۃ میں تھا تو اس کی ذات میں محبت پیدا ہوئی کہ میں علیم یا جاننے والا ہوں۔ خمیر یا بوجھنے والا بھی ہو جاؤں۔ جاننے والا تھا، چاہا کہ بوجھنے والا بھی ہو جائے، تو چیزوں کو وجود میں لا کر چیزوں کو بوجھنے والا ہو گیا۔ داؤد علیہ السلام نے خدا سے پوچھا کہ

لما ذاخلقت الخلق؟ فقال اللہ تعالیٰ کنت کنزاً

مخفياً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف

(اے رب تو نے خلق کو کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں

پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، پس خلق کو پیدا کیا تاکہ

میں پہچانا جاؤں)۔

یعنی ایک غم تھا اسی غم کو خلق کی تخلیق سے ظاہر کیا۔ داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ

اے پروردگار خلق کو کس مصلحت اور کس بھید کے لئے ظاہر کیا۔ فرمایا کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اور خود کو خود سے پہچانوں۔ خود کو 'خزانہ' کہتا ہے۔ یعنی میں کئی صفات اور کئی اعتبارات کی ایک ذات ہوں۔ جمال میں رکھتا ہوں۔ جلال میں رکھتا ہوں۔ قہر مجھ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مہربانی مجھ سے رونما ہوتی ہے قدرت مجھ ہی کو، علم مجھ ہی کو، سمیع مجھ ہی کو۔ بصر مجھ ہی کو۔ بڑھانے والا میں ہوں بلند کرنے والا میں ہوں۔ نیکی، بدی، رنج و خوشی اور تمام لامتناہی صفات کو قائم کئے ہوئے ہوں۔ اس اعتبار سے میں نے اپنا نام 'خزانہ' رکھا ہے۔ یہ صفات مجھ میں بالقوة موجود تھیں۔ میں نے چاہا کہ حجرہ قوت سے فعل کے میدان میں آجاؤں۔ جس طرح کہ کوئی محب اپنے محبوب کو چاہتا ہے۔ اس مصلحت اور اس بھید کی بنا پر میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اپنے غم کو خود ظاہر کیا اور خود اپنے آپ پر کھول دیا۔ یعنی سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ زہرہ، مشتری، عطارد اور زحل و مریخ کو پیدا کیا۔ اور اسی طرح دیگر بقیہ چیزوں کو بھی پیدا کیا۔ جیسے پہاڑ، درخت، چوپائے، گھوڑا، گائے، بخرمی، ہاتھی، شیر، چیونٹی، سانپ، بچھو علیٰ ہذا القیاس تمام موجودات کو پیدا کیا۔ پس کاشف الغمہ ہوایا نہیں؟

میں نے محبوب کو ظاہر کر کے اپنا غم کھول دیا۔ (یعنی دور کر دیا اور اس کی حقیقت ظاہر کر دی) اس کا محبوب کاشف الغمہ یعنی عاشقوں کے رنج کو دور کرنے والا ہے۔ دوست ہی جانتا ہے کہ عاشق کو کیا رنج ہے اور کس چیز کا اشتیاق ہوتا ہے۔ جیسے کہ حکایت خیاوی ان انٹ وانٹ انٹ (یعنی میں تو ہوں اور تو میں ہوں) اسی غم و اشتیاق کی آئینہ دار ہے۔ پس عاشق ہی یہ جانتا ہے کہ بقیہ نام میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ پھر اس کا عین کس طرح بن جاؤں۔ بات کیا ہے؟ اس معاملہ میں رنج اور رونا بہت ہے۔ اسی لئے تو مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم

الحنن والبكاء

(حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عزن و گریہ میں رہتے تھے۔)

مگر اے دوست

اذا جاء نصر الله والفتح

(جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے)

تو سارا غم دور ہو جاتا یا کھل جاتا ہے۔ اس غم کا کاشف الغمہ (کھولنے یا دور کرنے والا) وہی ہے۔ جب اس نے عزن و غم کو کھول دیا تو فرمایا کہ

انا فتحنا لک فتحا مبينا

(ہم نے تمہارے لئے کھلی ہوئی فتح لکھ دی)

اے دوست جب تو ستر ہزار اچھے اور بڑے خصائل سے باہر نکل پڑے۔ اور جب اُجالے اندھیرے کے ستر خدائی پردوں سے بالاتر ہو جائے اور جب تجھ میں خلیق خداوندی پیدا ہو جائے تو اس کیفیت میں تجھ سے عبودیت (بندوبین) دور ہو جائے گا تو یسکون عیش کعیش اللہ (عیش خداوندی کی طرح) عیش میں سکون پائے گا۔ اس حال و کیفیت میں تیرا فقر پورا ہو جائے گا۔ پھر تو اسی خدا کو جلوہ فرما پائے گا اور سقہم دبھم۔۔۔۔۔ کی شراب پیئے گا اس وقت تو جانے گا۔ فی مقعد صدق کہ (تو سچائی کی بیٹھک میں ہے) عند ملیک مقدر کے تخت پر ہے۔ یعنی کامل اقتدار رکھنے والے مالک کے پاس کھینچنے کے خلوت خانہ میں ہے۔ اور جس نے کہ میرے غم کو کھول دیا وہ باغ و صل میں تجھ سے متحد یا ایک ہو جائے گا شکر کر۔

الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن

(اس خدا کا شکر جس نے ہم سے حزن کو دور کر دیا یعنی بشریت کا حزن)

وہی بشریت جو تیرا وجود تھی وہی جو تیرے اور اس کے درمیان حائل تھا جیسے کہ حکایت بانی

ہے:

وجود ک حجاب بینی بینک

(تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے۔)

اس وقت تو، تو نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا کیونکہ خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں رہتا۔ اسی معاملہ کے لئے پیچا رہ منصور (مغفور و مشہور) روتا تھا کہ

بینی و بینک انی یزاحمنی ارفع بلطفک انی من المبین

خودی حال ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیان سے

حاشا لہم حاشای من اثبات اثنین

خدا محفوظ رکھے اس دوئی سے۔

اے دوست تیرا غم جو کہ جسمانی ڈھانچہ میں بند ہے مثل و تشکل یا عکس سازی و صورت آفرینی کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا لیت لب محمد لم یخلق محمد (کہ کاش محمد کا رب محمد کو نہ پیدا کرتا) یعنی جسمانی ڈھانچہ کے ساتھ آدمی کی شکل میں مجھ کو زمین پر نہ لاتا اور حضور کا تاج کمال تو یہ ہے :

لولا ک لما ظہوت الربوبیة

(اگر تم نہ ہوتے تو ربوبیت ظاہر نہ ہوتی)

آپ کی شان میں کہا گیا ہے۔ پس عاشق کو یہی غم ہے کہ وہ بشریت اور تشکل سے چھٹکارا چاہتا ہے۔ سلطان العارفين نے اپنی معنی میں فرمایا ہے کہ : البشریة ضد الربوبیة فمن

احتجب بالبشریة فانتہ الربوبیة (بشریت ضد ہے ربوبیت کی پس جس نے بشریت کا پردہ اوڑھ لیا ربوبیت اس سے رخصت ہو گئی)۔ اس غم کا کاشف الغمہ یا غم دور کرنے والا وہی

عشق 'من عرف' ہے (یعنی جس نے خود پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)۔

نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

والصلاة على خير البرية

خدا نے تعالیٰ کا شوق و اشتیاق ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جو اس کے محبوب ہیں۔
ایسے محبوب کہ ان کے اوصاف سب سے اچھے ہیں یہ جو کہا گیا : *فخلقت الخلق لا عرف*
(میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں) اس کی وجہ یہ ہے *فظهرت المحمد*
لا عرف (پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ظاہر کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں) اپنے جمال و کمال
کو اپنے خود سے نہیں دیکھا جاسکتا اس کے ظہور کے لئے آئینہ کی ضرورت ہے۔ افضل و اکرم
اور اشرف آئینہ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ خدا نے ہر شخص کو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ظاہر کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے لئے ظاہر کیا اسی لیے کہا
گیا (اشتیاق و صلوات ہو اس کے نبی پر) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

ان الله وملكته يصلون على النبي

(اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوة و درود بھیجتے ہیں)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ میں اس کو دیکھتے ہیں۔ پس مومنین کی نیک
رہبری کے لئے فرمایا ہے۔

صلوا عليه اي انظروا الى محمد حتى تعرفوني كما قال عليه السلام

من داني فقد مراي الحون

(کہ تم بھی ان پر درود و صلوة بھیجو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو تاکہ مجھے دیکھ

سکو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا۔

اور لی مع اللہ وقت (یعنی میں ایک وقت خدا کے ساتھ ہوا کرتا ہوں) پر پتہ دے رہا ہے

کہ میں اس کا معشوق ہوں وہ مجھے ہر ایک سے الگ اور پوشیدہ رکھتا ہے جیسی تو حضرت
 جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہر کوئی خدا کو جانتا ہے۔ گو نہیں پہچانتا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کو نہ تو کوئی جانتا ہے نہ پہچانتا ہے۔ اے میرے عزیز من عرف نفسه فقد عرف ربه
 (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا) اس سے نسبت اس لیے رکھی گئی
 کہ ہمیشہ نہ خود کو جانے اور نہ پہچانے سے

نہ جان، ان خود خبر از جاں کہ جاں حسیت نہ تن، از تن آگاہی کہ تن کیست

نہ من کی کچھ خبر من کو کہ من کیا ہے نہ تن کی کچھ خبر تن کو کہ تن کیا ہے۔

خیر البدیۃ (مخلوق میں سب سے بہتر) اس لیے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے

علم اولین و آخرین دیا یعنی تمام جسموں اور جانوں کا علم دیا۔

اما بعد، فقال الله تعالى:

يا غوث الاعظم المتوحش عن غير الله
والمستانس بالله.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے غوث اعظم، تم غیر خدا سے متوحش ہو اور اللہ سے مانوس ہو۔

فأما من كان
يؤمن بالله
واليوم الآخر
فإنه لا يفتن
بشهوة ولا
بغضب ولا
بكره ولا
بغير ذلك

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل
العلم نوراً يضيء
القلوب ويهدي
الأسباب
إلى الحق والنجاة
والمغفرة
والرحمة
والعزة
والكرامات
والجنانة
والسعادة
والعاقبة
الطيبات
والعاقبة
الطيبات

الحمد لله الذي جعل العلم نوراً يضيء القلوب ويهدي الأسباب إلى الحق والنجاة

اللہ سے اُنس غیر اللہ سے وحشت

یعنی اے فریاد سننے والے بزرگ اور غوث جو غیر خدا سے احتراز کرنے والا اور خدا سے اُنس کرنے والا ہے۔ یہ سوال کہ غیر کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو کوئی نام خدا کے ماسوا ہو وہ اُس کا غیر ہے وہ اگرچہ اس خدا کی وجہ سے ہے مگر خدا تو نہیں ہے۔
 بوالعجب کائے ولس نادرہ است عین چو عین آں بود آں کئے شود
 عجیب کام ہے یہ اور راہ نادرہ ہے اگر یہ عین ہے اُس کا تو وہ سجن کیا ہے
 اگر تم عشق حقیقی نہیں جانتے تو کچھ دیر کے لئے عاشق مجازی ہو جاؤ۔ اس وقت جانو گے کہ 'غیر محبوب' سے عاشق کو تسکین نہیں ہوتی جیسے کہ مجنوں سکوں نہ رکھتا تھا۔

نہ خواہم ز لیستین بے تو تن بیجاں چہ کار آید
 محال است اینکہ بے لیلی و مے مجنوں بیاساند
 تیرے بغیر زندگی، جان بغیر جسم ہے
 لیلی بغیر قیس کو، دل کا سکوں محال ہے
 احوال مست بن (جو ایک کو دو دیکھتا ہے) سنو کہ تمام نام بجز مسمی کے کوئی چیز نہیں
 اگرچہ ہم نے ایک چیز کے یہ تمام نام رکھے ہیں۔ یہ بھی کہو کہ لیس فی الدارین الارجب
 وان الموجودات کلہا معدومة الا وجودہ (تبارک و تعالیٰ) جانو کہ وجود میں سو اُخدا
 کے کچھ اور نہیں اور دارین میں غیر خدا کے کچھ نہیں ہے، ایک کے اندر ایک وہی ایک ہے۔
 اپنے گوش جان سے سنو کہ کلامک خارج من دائرۃ اهل الذوق (اہل ذوق
 کے دائرہ سے تیری بات کچھ الگ ہی ہے) اب اس دائرہ سے نکل پڑ اور موجودات
 کے وجود سے بھی نکل پڑ۔ ستر ہزار خدائی پردوں سے بھی نکل پڑ۔ اس وقت تو جانے گا کہ
 غیر کون ہے اور غیریت کیا ہے۔ بھٹکے ہوئے تو سمجھتے ہیں کہ تیرا وجود غیر ہے اور آپے میں

رہنا غیریت ہے عہ

تا جاں نہ وہی بکافر ہی نتوان رفت

جاں کسی کافر کو توجیب تک نہ دے یاد رکھنا یہ نکل سکتی نہیں

جب تک تو آپے میں رہے گا تو سب کو ایک سے زائد یا کسی سمجھتا رہے گا اور

جب فنا ہو جاتے گا تو سب کو ایک پاتے گا۔ سالک پر ایک کیفیت ہوتی ہے۔ ستر ہزار

صورتیں اس کو نظر آتی ہیں اور یہ سب سالک ہی کے اوصاف ہوتے ہیں نہ کہ خود ذات

سالک۔ اسی طرح غوث اعظم صفات اللہ سے متوحش اور تقار اللہ سے مستانس ہیں۔

کیونکہ غوث اعظم تمام ناموں اور صفتوں کے ساتھ تخلقوا باخلاق اللہ (اخلاق الہی

پیدا کرو)۔ کے حکم سے متصف تھے۔

تاکہ باخویشی عدو بیسی ہمہ چوں شوی فانی احد بیسی ہمہ

آپ میں جب تک ہے تو پائیگا سب کئے باعد اور جب ہو جائے فانی پائیگا سب کو احد

اب ان صفات و اسماء سے احتراز کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ، تجلی کے اندر ایک

میں ایک ہونا چاہتے ہیں، تاکہ خدا کے ساتھ اُنس پائیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ ”میں

اس لئے نغمگیں ہوں کہ تیرے ساتھ پوست میں نہیں ہوں یعنی اگرچہ ”میں“ اس کے

پر تو کا عکس عین الیقین و حق الیقین کے ساتھ دکھائی دیتا ہے، پھر بھی اس سے احتراز

کیا ہوا ہے کیونکہ غوث کامل تھے، ورنہ ناقصوں کی طرح اس کے پر تو سے بے خود ہو کر

’انا الحق و سبحانی (میں ہی خدا تے پاک ہوں) کہہ دیا جاتا۔ ان میں سے ایک کو سولی پر

لٹکایا گیا، جلایا گیا اور ان کی خاک کو دجلہ میں ڈال دیا گیا۔ دوسرے کو جبکہ پہلے مرتبہ عالی

سے الگ کیا گیا اور بوقت موت اس بدستی سے وہ ہتیار ہوئے تو فرمایا کہ الہی

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شأنی ومن مثلی وھل فی الدارین غیرہ

فانا الیوم کنت کافرا مجوسیا قطع زنجاری و اقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اے میرے اللہ اگر کسی دن میں نے سبحانی یعنی میں ہوں پاک کہا ہے یا میری شان بڑی ہے کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ نہیں ہے کوئی میرے سوا جہان میں کون ہے تو اُس دن میں کافر تھا، مجوسی تھا، اس زنا رکو توڑتا ہوں اور کہتا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ نہیں ہے لائق بندگی مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول ہیں۔ غوث رضی اللہ عنہ ان دونوں سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ غوث رضی اللہ عنہ اپنے آئینہ میں اللہ بعد السموت والارض (اللہ نور) آسمانوں اور زمین کا، کے آفتاب کو دیکھتے ہوئے لانی تقدمت بالعبودیت (البتہ میں پیش قدمی کیا بندگی میں) کا مذہب اختیار کر چکے ہیں جیسا ابو بکر و راق نور اللہ روح نے فرمایا لیس بیسی و بینہ فرق الا انی تقدمت بالعبودیت (نہیں ہے کوئی فرق مجھ میں اور اس میں اگر ہے تو یہ کہ میں نے پیش قدمی کی بندگی میں)۔

اے دوست اس کے عکس و پرتو کا نام 'غیر' ہو اور اس میں رہ جانے کا نام 'غیریت' ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہوا۔ سُن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے عکس و پرتو ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آئینہ ہیں کہ جس آئینہ میں اللہ کے سوا کوئی رونما نہیں ہوتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے آئینہ بر قابل ہیں یعنی سب سے بہتر آئینہ ہیں۔

فی هذا الكتاب جواهر العشاق شرح من كلام مالك الاخلاق المتوحش
عن غير الله والمستانس بالله (اس رسالہ جواہر العشاق میں مالک اخلاق کے کلام کی شرح اور اللہ کے سوائے سب سے الگ رہنے والے اور اللہ سے محبت کرنے والے بزرگ) کی نسبت جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کو غور سے سنو۔ صفت کی صورت ذات کی صورت نہیں رکھتی اُس کے اوصاف ان گنت ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں البتہ صحیح یہ ہے کہ جلالیت میں دوست کی کچھ اور شکل ہوتی ہے اور جلالیت میں دوست کا تمشل کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ابلیس لعنتہ اللہ نے کہا رایت بنی لیلۃ المرصاد فی اقتباج

صورہ فقیر رجلیہ علی صدری فوجدت حرافی نفسی (دیکھا میں نے اللہ کو معراج کی
 رات نہایت ڈراؤنی صورت میں رکھا اُس نے پاؤں میرے سینہ پر اور پانی میں
 ایک جلن اپنے آپ میں) خدائے تعالیٰ کی لعنت اس کی غذا ہے۔ تجلی جلال
 میں عاشق کے لئے کوئی تحظ یا نصیبہ نہیں ہوتا۔ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
 تجلی جمال کی نشانی بنا کر فرماتے ہیں کہ رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورہ فوضع
 یدہ علی کتفی فوجدت بردا فی قلبی (دیکھا میں نے معراج کی رات میں اپنے رب کو
 نہایت اچھی صورت میں اور اُس نے رکھا اپنا ہاتھ میرے کندھے پر میں نے پانی اپنے
 آپ میں ٹھنڈک کی ایک لہر۔ اس کی انگلیاں جمال و جلال کے تمثلات بیان کرتی
 ہیں اس لئے غوث اعظم ان تمثلات و تشکلات سے احتراز کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں وراورمی
 (پرے سے پرے) سے کام ہے۔ حق کی قسم وراورمی کیا ہے معلوم ہو جائے گا۔

قال:

كل طُور بين الناسوت والملكوت فهمي
شريعة وكل طُور بين الملكوت والجبروت
فهي طريقتة وكل طُور بين الجبروت
والاهوت فهمي حقيقتة .

منذ ما:

جو طُور طریقِ ناسُوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔
جو طُور طریقِ ملکوت و جبروت کے درمیان میں ہے وہ طریقت ہے۔
اور جو طُور طریقِ جبروت و لاہوت کے درمیان میں ہے وہ حقیقت ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الذين هم خاتم النبيين
مؤتمنين
مؤيدون
مؤيدون
مؤيدون

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الذين هم خاتم النبيين
مؤتمنين
مؤيدون
مؤيدون
مؤيدون

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الذين هم خاتم النبيين
مؤتمنين
مؤيدون
مؤيدون
مؤيدون

شریعت، طریقت، حقیقت

خدا نے فرمایا کہ جو طور طریق آسمان و زمین کے درمیان ہے اس عالم کا نام ناسوت ہے۔ انہیں کو جانوروں کا عالم، ملک و خلق کا عالم، احساسات کا عالم۔ عالم شہادت و عالم صورت اور عالم ظاہر کہتے ہیں۔ اور ملکوت کو عالم امر و عالم معقول و عالم قلب و غیب عالم معنی اور عالم باطن کہتے ہیں اور جبروت کو عالم رُوح، عالم موجود بالقوة اور عالم ممکنات عالم ماہیات و کلیات بلکہ عالم باطن غیب الغیب و معنی المعنی کہتے ہیں۔ اور لاہوت ایسا عالم ہے کہ عرش اس کی عزت ہے اور کرسی اس کی کبریائی ہے۔ قدر اس کی لوح و قضا اس کا قلم ہے۔ آسمان اس کی عظمت، کیوان اس کا غصہ اور ربعیس اس کی مہربانی ہے۔ بہرام اس کا جلال۔ اور خورشید اس کا جمال، آگ اس کا غضب اور پانی اس کی رحمت اور خاک اس کی حکمت ہے اور جس کی بقا کبھی زائل نہ ہونے والی ہے۔ اہل شریعت، ماسومی اللہ یا غیر خدا کو عالم کہتے ہیں۔ یعنی عالم ہر اس موجود کو کہتے ہیں جو سوا خدا کے ہو لیکن سالکوں کے نزدیک 'غیر خدا' کا وجود ہی نہیں۔

کما قال سر اللہ فی الارض صاحب الفصوص العالم هو المتجلی بجمع صفاته

(جس طرح کہ زمین کے خدائی راز دار حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صاحب فصوص

نے کہا کہ عالم وہ حقیقت ہے جو تمام صفات کے ساتھ روشن ہو)۔

پس ناسوت سے ملکوت تک وہ عالم ہے جو ظاہر ہے۔ یہی شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یعنی شریعت کے نیک اعمال کرنے سے ناسوت ملکوت تک یا قالب سے قلب تک پہنچتے ہیں۔ قالب کو قلب کا رنگ حاصل کرنے کے لئے شریعت کی ضرورت ہے۔ آدمی کے قلب یا دل میں خدا نے سات اطوار و طریقے بنائے ہیں۔ پہلے کا صد یا سینہ نام ہے جو اسلام ہے۔

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علیٰ نور من ربہ
اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر لگ گیا۔
یہی طور دل کا پوست و غلاف یا شیطانی وسوسوں کا مقام اور (تسویلِ نفس) بموجب
آیت قرآنی

یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس

(کہ وہ یعنی شیطان خناس لوگوں کے سینوں میں دوسو سے ڈالتا ہے جو پوشیدہ

فن اور ظاہری لوگ ہیں)۔

خدا کی پناہ اگر گناہوں کی نحوست اور قہر الہی کے اثر سے نور اسلام میں فتور آجائے
تو کفر کی تاریکی بڑھ جائے۔ چنانچہ خدا جس کا سینہ کفر پر کھول دے تو یہی مقام تمام
بڑائیوں کا طور ہے۔ دوسرے طور کا نام قلب یاد ہے جو ایمان کی کان اور حق و سچائی
کا خزانہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ

اولئك كتب في قلوبهم الايمان

(یعنی یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے)

اسی کی حکایت کر رہا ہے (یہی قلب) نور عقل کا گھر ہے بموجب آیت شریفہ

فتكون لهم قلوب يعقلون بها

(ان کے لیے دل ہیں جن سے وہ عقل یا سمجھ حاصل کرتے ہیں)

دل کی بینائی جس کو بصیرت کہتے ہیں وہ اسی جگہ ہے۔ ظاہری دیکھنے کا احساس بصیرت
کا پر تو ہے۔ تیسرے طور کا نام شفاف ہے۔ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
و شفقت اور اولیاء، انبیاء سے شفقت و ارادت کا یہی مقام ہے جیسا کہ خدا نے
کہا قد شغفها جبار اس کے دل میں محبت گھس گئی ہے) پیغمبران علیہم السلام اور مشائخ کبار
کی محبت مریدوں اور امتیوں کے ساتھ اسی طور پر ہوتی ہے۔ عشق مجازی اس طور پر نہیں

گذرتا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حب الی من دنیا کمثلث الطیب والنساء وقرۃ عینی

فی الصلوۃ

تمہاری دنیا کی تین چیزیں میری محبوب بنائی گئی ہیں۔ خوشبو، عورت اور نماز

جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

دوسری جگہ فرمایا :

اولادنا اکبادنا

(ہماری اولاد ہماری جگہ گوشہ ہے)

چوتھے طور کو فواد یا تہہ دل کہتے ہیں یہ جلال و جمال اور دوسری صفات کے مشاہدہ
یاد رکھنے کا مقام ہے۔

ما کذب الفؤاد ما رأى

جو کچھ اُس نے دیکھا اُس کے تہہ دل نے اس کو نہیں ٹھلایا۔

پانچویں طور کا نام جنت القلب ہے جو خدا کے شوق و ذوق اور اُس کے عشق و محبت کا مقام
ہے اس جگہ کسی دوسرے کی دوستی کو دخل نہیں ہے۔ چھٹے طور کو سویدار کہتے ہیں۔ یہ
غیبی مکاشفات، علم لدنی، حروف مقطعات کے معارف کا مقام اور اسرار الہی و علم اسماء
کا خزانہ ہے۔ بموجب قرآن :

وعلم ادم الا سماء کلھا

(ہم نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھادیے)

ساتویں طور کا نام 'بہجت القلب' ہے۔ اس جگہ ذاتی صفات کا ظہور اور الوہیت کے
تجلیات ہوتے ہیں۔ نفس و شیطان کو بجز طور صد کے اور اطوار میں پہنچنے کی مجال نہیں ہے
جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا :

حفظاً من كل شیطان مارد لا یسمعون الی السماء الاعلیٰ ط

(ہر شیطان سرکش سے امان ہے وہ طائر اعلیٰ کی کوئی بات بتکلف بھی نہیں سُن سکتے)

بعض کہتے ہیں کہ (نفس، دل، روح، سرِ نخفی، وغیب الغیب) ہر طور جو ملکوت سے جبروت تک ہے وہ طریقت ہے یعنی طریقت کے عمل کر کے دل سے رُوح تک پہنچتے ہیں۔ اے دوست اگر رُوح خالص ہو تو دوسری دفعہ پیدا ہو کر وہ رُوح جبروت تک پہنچتی ہے یہ قول سُننا ہو گا کہ :

لن یلج ملکوت السموت من لہ یولد مرتین

(ملکوت و سموات میں کوئی نہیں جا سکتا جب تک وہ دو بار پیدا نہ ہو)۔

اے دوست جو ماں سے پیدا ہوا تو اُس نے اس دنیا کو اور خود کو دیکھا۔ اور جب وہ خود سے پیدا ہو گا تو اُس عالم اور خدائے عزوجل کو دیکھے گا۔ اس 'ماں' سے حقیقی و اصلی 'ماں' مراد ہے جس کی تعریف میں ہے کہ :

انما من اللہ والخلق منی

(میں اللہ سے ہوں اور تمام خلق مجھ سے ہے)

تجھ سے مراد تیری حقیقت ہے جو دکھائی نہیں دیتی، لیکن تجھ سے الگ نہیں ہے۔ وہ تیرے تن میں ہے جو تیری طرح ہے گو تو نہیں ہے۔ وہ رُوح ہے جو تجھ سے ملاقات کرے گی۔ جس کا بیان یہ ہے :

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عباده

(وہ اپنے حکم سے رُوح کو اپنے اُن بندوں پر ڈالتا ہے جن کو چاہتا ہے)۔

وہ رُوح جب تجھ کو تجھ سے لے لے اور تیری جگہ وہ رُوح لے لے تو تیری ذات آئینہ کی طرح صاف ہو جائے اس وقت تو خدا کو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کیسا کیسا سلوک کرتا ہے اور تجھ کو کس نام سے پکارتا ہے۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ ایک بزرگ نے اس مقام کا کیا

پتہ دیا ہے

قال ادخلنی بجنة القدس ویناطبني بذاته ویکاشفني

بصفاته

اُن بزرگ نے یوں کہا کہ : میرے رب نے مجھے جنت القدس میں داخل کیا اور مجھے
اپنی ذات سے مخاطب کیا اور اپنے صفات مجھ پر کشف کئے۔

اس جگہ تو خدا میں فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہوگا اور تو خدا کے ناموں اور اُس کے صفات کے
ساتھ ظاہر ہوگا۔ اللہ تجھ کو یہ نعمت دے۔

جب دل روح تک پہنچ جائے تو وہ ملکوت سے جبروت تک پہنچ گیا ہوگا اور
عین الیقین یعنی یقین کی آنکھ سے جبروت کو دیکھے گا جو طور جبروت و لاہوت کے
درمیان ہے وہ حقیقت ہے یعنی حقیقت کا عمل کرنے سے جبروت سے لاہوت
کو پہنچتے ہیں۔ یعنی روح سے بسر یا بھید کو پہنچ جاتا ہے۔ جب یہ بسر حاصل ہو جائے تو
اُس پر سردے دینا چاہیے۔

سرباز دیریں راہ اگر طالب اوست در کوئے خرابات نہ گنج سردستار
ہو طلب اس کی تو سرد اس راہ میں دیجئے کو چہ ساقی میں دستار اور سر کیونکر ہے
اس مقام پر تو اُس کا ہمسر و راز دار ہو جائے گا۔ یہ چیز وجدانی (پلنے کی) ہے کہنے کی نہیں ہے۔
لیکن اے دوست بھید وہی ہے کہ اس موقع پر عاشق، معشوق کی طرح ہو جائے۔

واشرق الارض بنور دہا

زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا جائے گی

والی آیت اسی کی غمازی کرتی ہے کہ تیری ذات کی زمین کو اپنی ذات (رب) کے نور سے
روشن کرتی ہے۔ اس مقام پر بھی دونوں معشوق ہی ہوتے ہیں نہ کہ عاشق۔ یہ ناز ہو جاتے
ہیں نہ کہ نیاز۔ ہمہ تن یافت ہوتے ہیں نہ کہ نایافت۔ من رانی فقد رای اللہ کا ارشاد نبوی

اسی مقام سے صادر ہوا تھا کہ (جس نے مجھے دیکھا گویا اُس نے خدا کو دیکھا) کیونکہ یا نورِ فوری
 ویاسروری کی خلعت آپ کو پہن حاصل ہوئی تھی یعنی سُبْحَانَهُ نے آپ کو اس طرح مخاطب
 فرمایا تھا کہ "اے میرے نور کے نور اور اے میرے بھید کے بھید"۔ جب قالبِ بھید بن
 گیا تو قلب پوشیدہ و خفی ہو گیا۔ روح غائب ہو گئی یعنی روحِ قدسی کے درمیان جو پردہ حائل تھا
 اُٹھ گیا۔ اب جو کچھ غیبِ عیب میں تھا، ظاہر ہو گیا اس وقت تیرا فقر پورا ہوا اور اللہ
 جلوہ نما ہو گیا۔ مشہور مقولہ ہے *الفقر اذا اشہ هو اللہ* جب فقر کی تکمیل ہو جائے تو
 وہاں اللہ ہی اللہ ہے اور تصوف و حلول اس جگہ مل کر ظاہر ہوا۔ لیکن عیاں (قابل دید) کو
 ہرگز بیان نہیں کیا جاسکتا۔ شکر کہنے میں اور دیکھنے میں کچھ اور، اور چکھنے میں تو کچھ اور ہی
 ہوتی ہے۔

قال الله تعالى:

يا غوث الاعظم ما ظهرت في شي كظهوري
في الانسان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے غوث اعظم، میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا
انسان میں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

انسان میں حسد کا ظہور

یعنی خدا نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میں نے کسی چیز میں اس طرح ظہور نہیں کیا جیسا خود کو انسان میں ظاہر کیا۔ تمام چیزیں میری ذات کا آئینہ ہیں انسان اس کا بھید ہے۔ میں اگر یہ بھید بیان کروں تو اس سے ایک طرح کا کفر مراد ہوگا جس کو منع کیا گیا ہے۔

كفرت بدين الله والكفروا لدی وعند المسلمین قبیح

دین خدا سے کفر کیا تو کفر ہی مجھ پر لازم مسلم زاہد طنزیہ اپنے میرے مقابل لاکھ

ع : در کفر ہم صادق نہ زتار را رسوا کن

تو کفر میں سچا نہیں زتار کو رسوا نہ کر

فتمثل لها بشر اسویا ط پھر کھڑے ہوتے بشر سے اس کو مثل یا صورت

پذیری دی۔ انسان کے متعلق یہ ہے کہ

اور انہ بود ظہور بے ما مارا نبود وجود بے او

میرے بغیر اس کا کیونکر ظہور ہوتا اس کے بغیر میرا کیوں کر وجود ہوتا

سر کیہ دریں صورت زیبا است نہانی گروئے نماید حسد اکنی اقرار،

جو بھید کہ اس صورت زیبا میں چھپا ہے ہو جائے اگر فاش تو کہہ دے کہ خدا ہے

تا او نہ شومی نشود معلوم نہ کاں روز آفریدہ نبودی اولودی

ہو جائے نہ جب تک تو بھی وہی معلوم نہ ہو گز تجھ کو ہوا پیدا نہ ہوا تھا جس دم تو بیشک تھا وہی بیشک تھا وہی

تذکره اشعار

بسم الله الرحمن الرحیم
 در این کتاب اشعار مشهور و غریب
 از بزرگان و عوام را گرد آورده
 است که در این کتاب درج شده است

در این کتاب اشعار مشهور و غریب
 از بزرگان و عوام را گرد آورده
 است که در این کتاب درج شده است

در این کتاب اشعار مشهور و غریب
 از بزرگان و عوام را گرد آورده
 است که در این کتاب درج شده است

ثُمَّ سَأَلَتْ:

يَا رَبِّ هَلْ لَكَ مَكَانٌ؟

قَالَتْ:

يَا غَوْثُ الْأَعْظَمَاتِ مَا مَكُونُ الْمَكَانِ وَ لَيْسَ لِي مَكَانٌ
سِوَى الْإِنْسَانِ وَالْإِنْسَانِ سِرِّي وَأَنَا سِرُّ الْإِنْسَانِ

پھر میں نے سوال کیا:

اے پروردگار، کیا تیرا کوئی مکان ہے؟

فرمایا:

اے غوثِ اعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور آدمیوں کے سوا کہیں میرا
مکان نہیں ہے۔ آدمی میرا پوشیدہ اور چھپا ہوا بھید ہے اور اس طرح میں
انسان کا بھید ہوں۔

تعالیٰ

استیلا علیٰ ارض مصر

بقرہ

فانزلنا من السماء ماء فاصبح ارض مصر غامرة

مياه فاصبح ارض مصر غامرة

بقرہ

فانزلنا من السماء ماء فاصبح ارض مصر غامرة

بقرہ

فانزلنا من السماء ماء فاصبح ارض مصر غامرة

فانزلنا من السماء ماء فاصبح ارض مصر غامرة

بقرہ

انسان میں خدا کا مقام

اس کی تعریف یہ ہے کہ میں کسی جگہ نہیں ہوں اور ہر جگہ موجود ہوں یعنی میرے لئے جگہ نہیں۔ انسان میرا آئینہ ہے اور میں انسان کا آئینہ ہوں: المؤمن مرآة المؤمن واللہ هو المؤمن۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے (یعنی مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہوتا ہے اور اللہ ہی مؤمن ہے) اس جگہ بھید یہ ہے کہ

قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمن

مومن کا دل خدائے رحمن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہے

ورنہ دل کہاں اور رحمن کہاں!

قال المنصور قلب المؤمن كالمرآة اذا

نظر فيها تجلى ربه

منصور نے کہا کہ مومن کا دل آئینہ کی مانند ہے۔ جب اس میں دیکھو تو رب

جلوہ نما ہوتا ہے۔

اور انسان سری وانا سرا لا انسان کے معنی بھی یہی ہیں یعنی انسان میرا بھید اور میں انسان کا بھید ہوں۔ عرف من نظر (جس نے دیکھا پہچانا) خوب جانو کہ انسان انس سے بنا ہے اور انس دو قسم کا بیان کیا گیا ہے:

الانس هو السكون الى الله والاستعاذت في

جميع الامور والاستيناس مع الناس علامة

الافلاس

انس اللہ کی جانب سکون اور تمام امور میں اس کی پناہ لینا ہے۔ اور

اور لوگوں سے میل جول افلاس کی علامت ہے۔

جس کو حق تعالیٰ موانست اور مجالست عطا فرمائے وہ تمام خلائق اور تمام تعلقات سے احترام کرتا ہے۔

من استانس بالحق استوحش عن الخلق
خدا سے انس کرنے والا خلق سے بیکار ہوتا ہے

ثوَسالت:

يارب هل لك اكل وشرب؟

قال:

اكل الفقير اكل وشربه شربي

پھر میں نے پوچھا:

اے رب، کیا تیرے لئے کھانا، پینا ہے۔

سنا: یا:

فقیر کا کھانا، میرا کھانا ہے۔ اور اُس کا پینا، میرا پینا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الذي جاء به الهدى والرحمة
اللطيفة

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الذي جاء به الهدى والرحمة
اللطيفة

بسم الله

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الذي جاء به الهدى والرحمة
اللطيفة

سأله

عن مشيئة الله في كل ما
يقدر عليه من الخير والبر

والله اعلم

بما يشاء من عباده
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الذي جاء به الهدى والرحمة
اللطيفة

والله

أعلم بما يشاء من عباده
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الذي جاء به الهدى والرحمة
اللطيفة

خُدا کا کھانا پینا

یعنی فقیر کا کھانا بھوک ہے اور اس کا پینا تشنگی ہے یعنی وہ بھوکا ہے تو فقیر کے کھانے کا اور پیاسا ہے تو فقیر کے پینے کا۔ پس اس کو اس طرح ہوتا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ الجوع طعنا و اللہ فی الارض (یعنی بھوک ہی زمین میں اللہ کا کھانا ہے) گوش جان سے سُنو کہ خدا کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کو ایک خاص حکومت و اقتدار حاصل ہو۔ اذ قال لکل شیء کن فیکون ط (جب وہ کسی چیز کو ہونے کے لئے کہے تو وہ ہو جائے) جو کچھ ایسے فقیر کا کھانا اور پینا ہے وہ سب خُدا کے عز و جل کا ہے۔ یعنی ایسے فقیر کا کھانا سوائے جمالِ خدا دیکھنے کے اور پینا سوائے خدا سے کلام کرنے کے اور کچھ نہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ كَمَا مَعْنَىٰ

یہی ہے۔
اللہ جمیل و محب الجمال کے مطابق (اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے)۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو خود دیکھتا ہے اور اپنے آپ ہی سے کلام کرتا ہے۔ کلام اللہ موسیٰ تکلمما۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔ موسیٰ میں اس نے سوائے اپنی صورت کے کچھ اور نہ دیکھا مگر موسیٰ نہیں جانتے تھے، اس لئے اذنی کہا کہ اے رب مجھے تو دکھائی دے۔ اس درخت کو دیکھو کیا مجال تھی جو اس نے کہا کہ انی انا و ربی و انی انا اللہ میں ہی تیرا رب ہوں اور میں ہی اللہ ہوں۔

خود گوید راز و خود می شنود

سنا ہے اپنے آپ سے، کہتا ہے خود ہی از۔ ما و شما کا اس میں فقط اک بہانہ ہے

اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اس فقیر سے ایسا فقیر مراد ہے۔ الفقیر لا یتجأ الی ربہ و لا الی نفسہ۔ فقیر وہ ہے جس کو اپنے رب سے اور نہ اپنے نفس سے کوئی احتیاج ہے

دوسرا قول یہ ہے کہ الفقیر محتاج الی ربہ لا الی نفسہ۔ فقیر وہ ہے جس کو اپنے رب،
 کی احتیاج ہونہ کہ اپنے نفس کی تیسرا قول یہ ہے کہ الفقیر محتاج الی کل شیء ولا محتاج
 الیہ شیء۔ فقیر وہ ہے جس کو ہر چیز کی احتیاج ہے اور کسی شے کو اُس کی احتیاج نہیں۔
 اس تیسرے فقیر کا بیان ضروری ہے کہ وہ فقیر کون ہے جو ہر چیز کا محتاج ہے۔ وہ اس لئے محتاج
 ہے کہ بس پردہ وہ ہر چیز کو دوست کی صورت میں دیکھتا ہے یقیناً وہ ہر چیز کا محتاج ہوگا۔
 اور اُس کا کوئی محتاج نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ خود تو نیستی میں نیست ہو کر غوطہ لگا چکا ہے۔ خود وہ اپنا
 ہی وجود نہیں رکھتا تو کون اس کا محتاج ہوگا اس جگہ فقیر کا یہ مرتبہ ہے کہ بی یسمع و بی یبصر و
 بی یناطق۔ (مجھ ہی سے سنتا ہے، مجھ ہی سے دیکھتا اور مجھ ہی سے بولتا ہے) یہ مرتبہ
 اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔

حکایۃ عن اللہ تعالیٰ یا فقراء من امة محمد یا مساکین

من امة محمد و یا احباب من امة محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی حکایت ہے کہ اے میرے فقرا جو اُمتِ محمد سے ہیں۔ اے میرے

مساکین جو اُمتِ محمد سے۔ اے میرے احباب و دوست جو اُمتِ محمد

سے ہیں۔

دُنیا میں فقرا کے سوا کوئی ابراہ نہیں، آخرت میں بھی اُس کا مقرب فقیر ہی ہے جو ہمیشہ
 اس کے حضور میں ہے اور زیادتی حضور کی وجہ سے ان کا شوق و اشتیاق درجہ کمال پر ہوتا ہے اور
 ان سے بڑھ کر خدا کا شوق ان پر ہوتا ہے جیسے حکایتِ خداوندی ہے:

الاطال شوق الابرار الی لقاءہ وانی الی لقاءہم لامد

شوقاً

ہاں ابراہ کا شوق میرے لقا کے لیے بہت ہے اور میں ان کی لقا کا شدید

شوق رکھتا ہوں۔

یہ شوق یجھم و یجھونہ (وہ ان سے محبت کرتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں) سے بالاتر ہے۔ پھر کہتا ہوں گوش جان سے سُنو (منصوب حلاج) حسین نے جو کہ زمین پر خدا کا بھید ہے فرمایا ہے تمام بادشاہوں کا بادشاہ جب اپنے آپ کو مستور و مخفی کرنا چاہتا ہے تو تیرہ وتار اندھیری رات میں پھٹے کپڑے پہن کر، پُرانی دھجی سر پر باندھ کر، ٹوٹی ہوئی جوتیاں پہن کر، ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر گلیوں میں گھر گھر پھرتا ہے۔ اور شیخاً اللہ کی آواز دے کر ایک ایک دروازہ کھلواتا ہے۔ ہر حبیب و خلیل اور شریف و ذلیل کے دروازے پر جاتا ہے۔ کہیں لوگ اس پر پہنچتی کر کے روٹی کا ٹکڑا اس کے کاسہ میں ڈال دیتے ہیں اور کہیں عذر کر کے اسے آگے بڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ بجائے باہر رہنے کے دیلیز کے اندر قدم بھی رکھے تو ممکن ہے کہ گردنی کھائے یا گالی سنے یا کوئی صدمہ اُس کو پہنچے۔ یہ پوری طرح عذر کرنے کا مقام ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ مالک رقاب اور تمام ممالک کا نظم قائم رکھنے والا ہے۔ اس جگہ کبریائی و عظمت اس کا اور ٹھنا بچھونا ہے دونوں طرف اعتبار کو ٹھیک طور پر قائم رکھنا ضروری ہے۔

حجابہ نور لو کشف لاحرقق سبحانہ وجہہ ما انتہی الیہ البصر

اس کا حجاب نور ہے اگر نور کا یہ پردہ اٹھ جائے تو اس کے چہرے کی تجلی اتنی دور تک

جھلسا دے جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔

اس کے متعلق تم نے اپنی سمجھ کے لحاظ سے سنا ہو گا کہ کذا اللوف حجاب من الظلمة (اسی طرح

وہ تاریکیوں کے ہزاروں پردوں میں سے)۔ آیہ کریمہ :

ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا و للبسا علیہم ما یلبسون

اگر ہم وہ رسول کسی فرشتہ کو بناتے تو اُسے بھی آدمی بناتے اور اس کو وہی لباس

پہناتے جو آدمی پہنتے ہیں۔

ایک بزرگ نے زبان کشائی کی اور یہ نظم فرمائی ہے

آنکہ برآمد بہ بزم مجلسیاں دوست دوست
گرچہ غلطی و ہذیت غلط دوست دوست

دوست کی مجلس میں جو آیا تو وہ بھی دوست تھا گرچہ دھوکا دے گیا پر وہ یقیناً دوست تھا
 (مگر) اے جو ان مرد عارف تم اپنی زبان بند کر لو کہ من عرف الله كل لسانه ، (جس نے خدا کو
 پہچانا اس کی آواز بند ہو گئی)۔ اس قول کی ایک یہی وجہ ہے۔ طیفور نے حضور می نور کے غلبے سے
 کہا کہ اے خدا تو جو کچھ ہے، اگر میں کہہ دوں تو تیری پستش پھر کون کرے گا۔ آواز سنائی دی کہ میں
 جو کچھ ہوں اگر تم کہو گے تو تجھے سنگسار کر دیں گے کہ یہ کون پستش کرنے والا ہے، کون سننے
 والا ہے؟ یعنی کہنے والا، سننے والا، پستش کرنے والا، تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو کچھ کرتے
 ہیں۔ حقیقت سب پر ظاہر ہے اسی طرح وہ موسیٰ کے گھر کے دروازے پر آیا تھا۔ موسیٰ نے
 نہیں پہچانا۔ بعد میں اُس نے موسیٰ سے کہا کہ میں آیا تھا تو نے نہیں پہچانا تو اس کے بعد موسیٰ نے
 دعا کی :

اللهم ادنا الاشياء كما هي ۲

کہ اے اللہ مجھے چیزوں کو دکھا۔ جس طرح کہ وہ فی الحقیقت ہیں
 نفس تانع گر گدائی می کند در حقیقت بادشاہی میکند
 نفس تانع گر گدائی ہی کرے در حقیقت وہ شہنشاہی کرے

یہ سب اس کی آزمائش کے لئے ہے ورنہ اس کے کیا سنی ہوں گے۔

ليبلوكم ايتم احسن عملاط

تاکہ ہم تمہاری آزمائش کریں کہ کون نیک عمل کرتا ہے۔

یہاں فرمایا۔ فتمثل لها بشرا سويا (یعنی وہ اس کے آگے ایک اٹھے ہوئے انسان
 کی صورت میں آیا) اور دوسرے جگہ کہا فتمثل له فقيرا في لباس الذلة والكدره
 (وہ اس کے آگے ایک فقیر کی صورت میں ذلت و کدورت کے لباس میں آیا۔ ورنہ
 لو کشف لاحرق سبحات وجهه) (اگر ظاہر ہو جائے تو اس کے چہرہ کے انوار
 جلا دیں) جو صورت لچھی ہو اس میں جلوہ نہائی کرتا ہے۔ خدا کو پہچانا اسی لئے مشکل ہے

ورنہ وہ تو ایک ہی ہے۔ اس کی شناخت کیا مشکل تھی۔ الفقر فخری و فقیر می میرے لئے
 فخر ہے) والی حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تاج ہے۔ پس جو فقیر ایسا ہے جو خدائی اوصاف
 سے متصف ہو۔ لے دوست، وہی پتہ بتائے گا۔ اور انسان جو کچھ کھانا پیتا ہے۔ الخ
 میں اور تو کون ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ عم کھاتا ہے۔ اور فقیر بھی اسی طرح غیر خدا سے احتراز
 کر کے اللہ کا عم کھاتا۔ اس تمنا میں جیب فقیر کامل ہو جاتے تو وہی اللہ کا جلوہ دکھاتا ہے۔ اسی
 طرح خدا بھی بندۂ فقیر کا عم کھاتا ہے۔ اس طرح کہ انسان فقیر کے (تخم کو فقیر اللہ کے شجر کے)
 مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ الانسان بنیان الرب (انسان رب کی
 جڑ اور پیڑ ہے

غمگینم ازاں کہ با تو اندر کویم

غمگینم ازاں کہ با تو در پوست نیم

مٹھلی میں تیرے ساتھ ہوں بس رنج ہے یہی

چھلکے میں تیرے ساتھ نہیں غم اسی کلبے

فقیر کو اپنے جمال و جلال تک لے جاتا ہے تاکہ وہ عارف ہو جائے۔ جب وہ عارف
 ہو گیا تو اس کے نزدیک ہر ذرہ جام جہاں نما ہے۔ اگر دیکھے تو پاتے

تو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک

جامیست جہاں نما کہ دروے نگر می

نظر اپنے میں پیدا کر کہ مٹی کا ہر ذرہ

اے دوست سوا خدا کے سب لوگ فقیر ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا:

یا ایہا الناس انتم الفقراء الى الله والله هو الغني الحميد

الله الغني وانتم الفقرا

اے لوگو تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے تعریف والا۔

اور اللہ ہی غنی ہے اور تم سب فقیر ہو

پس سب کے سب خدا سے عز و جل کے محتاج ہیں۔ اسی بارے میں فرمایا:

اكل الفقرا كلى و شربه شربى ط

(کہ فقیر کا کھانا میرا کھانا اور اُس کا پینا میرا پینا ہے)

کیونکہ فاعل حقیقی وہی ہے۔ واللہ خلقکم وما تعملون ط (یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور ان تمام کاموں کو جو تم کرتے ہو) جس طرح کہ روح فاعل و حاکم ہے ڈھانچہ یا جسم پر۔ اسی طرح خدا غالب ہے اپنے امر و حکم پر جس کو تم روح کہتے ہو۔

ثرسالت

يارب من اى شىي خلقت الملكة ؟

قال لى :

يا غوث الاعظم خلقت الملكة من نور الانسا

وخلقت الانسان من نوري .

پھر میں نے سوال کیا :

اے پروردگار، تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا ؟

فرمایا :

اے غوث اعظم، میں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسان کو

اپنے نور سے پیدا کیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

تلاوة

بسم الله الرحمن الرحيم

السلامة

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

نورِ انسانی سے فرشتہ اور نوحِ خدا سے انسان کی پیدائش

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے
یعنی اپنے ظہور سے۔ میں خود بلا نقطہ اور بے مثال تھا۔ ایک پوشیدہ خزانہ حُجرۂ قوت
میں تھا۔ بموجب حدیث قدسی :

كنت كذا مخفيا فاحببت ان اعرف

(میں پوشیدہ خزانہ تھا پس چاہا کہ پہچانا جاؤں)

میں نے چاہا کہ میں جو کچھ ہوں اور جو کچھ میرے جمال و کمال اور قدرت میں ہے اس کو ظاہر
کروں۔ اور خود بھی (خود کو) پہچانوں۔ مقولہ اللہ روح اعظم — کی اس
بات سے وضاحت ہو چکی کہ اگر قیامت اور قیامت کے ختم ہونے تک اس کے راز
پہچانے نہ جائیں تو خدائے تعالیٰ کا ظہور بھی پورا نہ ہوگا۔ ”اللہ“ (کہنے سے) لاہوت سے
”حجرۂ قوت“ میں آیا اور ”الہ“ ہوا۔ یعنی وہ اللہ قدیم تھا پھر اُس نے الوہیت (یا اللہ
پن) کی صفت ظاہر کی۔ خود کا اللہ کام رکھ کر ظاہر ہوا پھر مخلوقات پیدا کیں۔ اور
الہیت ٹھیک طور پر ظاہر ہو گئی۔ پہلے (جو چیز) علم میں تھی اب وجود اشیاء سے معرفت
میں آگئی۔ حیرت میں احد ہوا اور احدیت ظاہر کی۔ پھر ملکوت میں مثل سے (عکس سازی)
کر کے احمد کو نمودار کیا اور زمین پر محمود نام سے ظاہر ہوا، ناسوت میں، جو کہ دنیا ہے،
محمد کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ سب کو اپنی طرف بلائے۔ خود بادشاہ ہے خود ہی رعیت
اور خود ہی پیغامبر۔ کافروں نے یہ بات نادانی سے کہی کہ ابشر یہدنا۔ کیا آدمی
ہم کو راستہ بتاتے ہیں پس حکم ہوا کہ کفروا وہ لوگ کافر ہو گئے۔ وہ اتنا نہ سمجھ
سکے کہ کان ہمیشی ولا ظل لہ (آپ چلتے تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے نور سے ہیں۔ نورِ خدا کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو تعلق روح کو جسم سے ہے
ایسا ہی (اللہ) کو محمد سے ہے۔ مسعود بک نے عرفانِ محمدی میں کیا خوب کہا ہے کہ۔

احمد شدہ نام تو احد آمدہ در سے ہم در تو بجز تویم نیفتیم تاویل

احمد ہے تیرا نام تو خود اس میں احد پاتے ہیں تجھی میں کبھی کرتے نہیں تاویل

تاویل (جستجو) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ احمدُ احد ہی کی صورت ہے۔ احمد کے معنی احد
ہیں بموجب قرآن :

من يطع الرسول فقد اطاع الله

(جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی)

خود آپ نے اطمینان دلانے کی خاطر فرمایا کہ من رانی فقد رآی اللہ (جس نے مجھے
دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا) جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتا ہے یا مخلوق سمجھتا ہے وہ گناہ
ہے یعنی حق بات کو چھپاتا ہے اتنا نہیں سمجھتا کہ روح کو بشر نہیں کہہ سکتا

بشر تو ڈھانچہ ہے جو کثیف ہے۔ اور روح اُس کے نور سے ہے جو لطیف ہے۔ اے

دوست اگر تو آئینہ محمد میں خدا کو دیکھے اور پہچانے تو یہ مقولہ تیرے حق میں ہے من

عرف اللہ کل لسانہ (جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان بند ہو گئی) گو کہ (ملا عرف

اللہ حق معرفتہ۔ میں نے کما حقہ اللہ کو نہیں پہچانا) اے دوست اس جگہ کہا گیا ہے

کہ :

انا من نور اللہ والمخلوق منی ای من نوری

(میں خدا کے نور سے ہوں اور خلق مجھ سے ہے یعنی میرے نور سے ہے)

پس اپنے آپ میں دیکھ۔ ہر انسان میں پاک نور موجود ہے۔ عارف جب اپنے نفس

کے آئینے میں دیکھتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے۔ اور جب آئینہ محمد

میں دیکھتا ہے تو خدائے عزوجل کو پہچانتا ہے۔ یہ بات کہ من عرف نفسه فقد عرف

رتبہ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا) اسی لئے کہی گئی ہے پس
پکا عاشق جب خود کو دیکھتا ہے تو خدا کو دیکھتا ہے۔ خدا فرماتا ہے :

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ

ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور انہی کے نفسوں میں دکھلاتے ہیں
آفاق سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس درجہ پر عاشق ہی نہیں رہتا سب معشوق بن
جاتا ہے۔ چُننا چہ جس طرح جسم کا ڈھانچہ سواری ہے اور جان اس کی سوار ہے۔ اسی طرح
جان سواری ہے اور خدا (اُس کا) سوار ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

عنه الطيبين الطاهرين

عنه الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
عنه الطيبين الطاهرين



بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
عنه الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

عنه الطيبين الطاهرين

قال سبحانہ تعالیٰ:

يا غوث الاعظم جعلت الانسان مطيئتي وجعلت

سائر الالكوان مطيئة له

خُدائے فرمایا:

اے غوثِ اعظم، میں نے انسان کو اپنی سواری، اور سارے اکوان کو

انسان کی سواری بنایا۔

جو مقام معشوق پر آپکا ہو بلکہ سراپا عشق بن چکا ہو۔ اب اس درجہ سے کوئی اور درجہ اونچا نہیں۔ العشق هو الذات (کیونکہ عشق ہی ذاتِ خدا ہے۔ یہاں کوئی حادثہ یا فنا ہونے والا نہیں۔ بلکہ سب کچھ قدیم ہے کوئی فقر و فقیر نہیں۔ بلکہ سب کچھ غنی و غنا ہے۔ کوئی فنا و فانی نہیں۔ بلکہ سب کچھ باقی و بقا ہے۔ جو راز اس عاشق میں چھپا ہوا تھا آج ظاہر ہو گیا ہے۔

سرسیت دیریں عبدِ خفی گر شود آن کشف

بے شبہ و نمون صورتِ معبود بر آید

راز والے اس بشر کار از گر کھل جائیگا

بالیقین معبود کی صورت میں مل جائیگا

سرسیت دیریں صورتِ زیباش نہانی

گمروئے نماید بگردانی کند اقرار

جو بھید کہ اس صورتِ زیبا میں چھپا ہے

ہو جائے اگر فاش تو کہے کہ خدا ہے

یہاں معلوم ہوا کہ جس دن تو، تو نہ تھا تو "وہ" تھا اسی لئے کہا گیا کہ لیس فی جبّتی سوا اللہ (میرے جبّہ میں سوا خدا کے اور کوئی نہیں ہے)

قال:

يا غوث الاعظم نعم الطالب انا ونعم المطلب
 الانسان ونعم الراكب انا ونعم المركوب
 الانسان ونعم الراكب الانسان ونعم المركوب
 له سائر الاكوان (معناه ظاهر)

منها:

اے غوثِ اعظم، اچھا طالب میں ہوں اور اچھا مطلقاً انسان
 ہے۔ اچھا سوار میں ہوں اور اچھی سواری انسان ہے۔ اچھا سوار انسان ہے
 جس کی اچھی سواری سارا اکوان ہے۔

بہارِ شریعت میں اسبابِ شریعت سے کوئی اور درجہ
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت

باقی

بہارِ شریعت میں اسبابِ شریعت سے کوئی اور درجہ
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت

باقی

بہارِ شریعت میں اسبابِ شریعت سے کوئی اور درجہ
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت
بہتر نہیں ہے۔ اور اس میں سے بہارِ شریعت

طالب و مطلوب سوار اور سواری

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یعنی اے غوثِ اعظم۔ بہترین طالب میں ہوں۔ اور بہترین مطلوب انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا ہیں۔ کیونکہ انسان کی حیثیت آئینہ سے بڑھ کر نہیں ہے تو وہ خود کو انسان میں دیکھتا ہے۔ اور اپنا آپ طالب ہو جاتا ہے۔ ”بہتر سواری میں ہوں“ کے معنی ہیں محبت و شوق سے بہتر طریقہ پر دیکھنے والا ناظر میں ہوں اور بہتر منظور انسان ہے کیا تم نے نہیں سنا قلب المؤمن مرآة لہ (مومن کا دل اللہ کا آئینہ ہے) اور الم يعلم بان اللہ یرى ط (کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھتا ہے) اس آیت کا اسی طرف اشارہ ہے۔ بہتر سواری ہے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا بہتر دیکھنے والے ہیں۔ تمام ذرّوں کے آئینہ میں۔ اسی لئے دعا کی گئی کہ امرنا لا شیاء کماھی (اے خدا مجھے چیزوں کو اس طرح بتا جیسی کہ وہ فی الحقیقت ہیں) تمام ذرّے بہتر منظر گاہ ہیں۔ یعنی ہر ذرّہ میں ہمارا ظہور ہے۔ یہ ہر ذرّہ میں ہم کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ میں جس کسی ذرّہ کو دیکھتا ہوں تو تجھی کو سمجھتا ہوں۔ عارفوں کا یہی اشارہ اور بشارت مریدوں کے لیے ہے

ہر ذرّہ کہ می سینم خورشید رو نپداست

دیکھتا ہوں جو کوئی ذرّہ ہے اس میں آفتاب،

اے دوست جس طرح جسم کا ڈھانچہ سواری ہے روح کے سوار کا۔ اسی طرح روح سواری ہے اور خدا سوار ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی کہا گیا ہے۔ انسان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ نہ بیان کیا جاسکتا ہے نہ لکھا جاسکتا ہے۔

يا غوث الاعظم الانسان سري واناسره لوعلم
 الانسان منزلته عندي لقال في كل نفس من الانفاس
 لمن الملك اليوم الالي -

(خدا نے فرمایا) اے غوث اعظم انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید
 ہوں۔ اگر انسان جان لے کہ اس کا مرتبہ میرے نزدیک کیا ہے تو ہر ہر سانس
 میں کہے کہ آج کے دن ساری بادشاہت سوا میرے کسی اور کو سزاوار نہیں۔

صلى الله عليه وسلم انما اطلقه كما انما
انما انما انما انما انما انما انما انما
انما انما انما انما انما انما انما

انما انما انما انما انما انما انما
انما انما انما انما انما انما انما
انما انما انما انما انما انما انما
انما انما انما انما انما انما انما

انسان خدا کا اور خدا انسان کا بھید

اگر انسان اپنا مرتبہ پہچانے کہ میرے نزدیک وہ کتنا بلند مرتبہ رکھتا ہے تو یقیناً دم بدم اور ہر سانس میں کہے کہ بادشاہی میرے لئے ہے۔ آج بلکہ ہر روز میرے ہی لئے بادشاہت ہے۔ جب منصور مغفور نے دیکھا کہ ساری دنیا اس کو سجدہ کر رہی ہے اور وہ (منصور) مسجود ہے راز کے تخت پر ہے۔ (بموجب آیت پاک) :

فی مقعد صدق عند ملک مقتدر ط یكون مع الله کھو

ف انزل

سارا اقتدار رکھنے والے مالک کے سچی بیٹھک میں ہے۔ تو اللہ کے ساتھ

ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا ازل میں تھا

میں اس کا غیر نہیں ہوں کیونکہ فلا یكون مع الله غیر الله ط اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں رہتا) اپنے آپ کو غیر نہیں پاتا۔ تو یقیناً انا الحق (میں خدا ہوں) کہہ پڑتا ہے۔ اس جگہ کہنے والا وہی حق تعالیٰ ہے جیسے کہ درخت سے انا الله (کہلوایا) کہ میں ہی خدا ہوں۔ اسی طرح منصور نے بھی انا الحق کہا۔ بایزید نے بھی اسی طرح سبحانی کہا اور معذرت میں کہا کہ لو عرف الانسان الخ — اور وہ سید قوم اور رئیس جماعت جب اپنے حدوث کو اس کے نزدیک نہیں پاتے تو اس تصفیہ کے مطابق کہ :

الحادث اذا قرن بالقدیر لیسوت له اشرط

جب فنا ہونے والی چیز قائم رہنے والے سے مل جائے اس کا کوئی اثر نہیں رہتا

کوئی اثر باقی نہیں رہتا

وہ غیر خدا کو نہیں دیکھتے۔ اے دوست جس جگہ خدا کا ظہور ہو تو مجبوراً یہ کہنا پڑتا کہ :

جاء الحق وزهق الباطل ط

حق ظاہر ہو گیا اور باطل چھپ گیا۔

سب کچھ خدا تھا۔ خود بخود تھا۔ اپنے ہی لئے تھا۔ خدا کے ساتھ انسان کا مرتبہ یہ ہے۔
اشعار سنئے :

بادوست یکے اندر چو جان در تن مردم

گونیک بہ بینی بھقیقت تو ہمانند

ہے دوست میں ضم جیسے کسی جسم میں جان

گر غور سے دیکھو تو حقیقت میں وہی ہے

نہ آتش و نہ آب نہ خاک اند نہ باد

نہ آسم نہ جسم اند نہ عقل نہ جانند

وہ آگ نہیں باد نہیں خاک نہ پانی

ہے جان نہ جسم اور سمجھ نام نہیں ہے

اور ایک صاحب فرماتے ہیں :

من رفته ام ز خویش برون و درون نہ ام

از من مرا طلب مکن من کنوں نہ ام

ہو گیا آپ سے باہر میں نہیں میں نہیں

مجھے مجھ کو مانگ مت اب میں نہیں میں نہیں

بادوست چوں یکے شد ام چیت سحر و وصل

من مغز و استخوان و دگر پوست و خون نہ ام

دوست سے جب مل گیا تو وصل و فرقت پھر کہاں

مغز ہوں میں اور نہ ہڈی گوشت اور خون میں نہیں

چوں لحم و دم شدہ است مرا عشق تو بندم

ہستم چنان کہ بودم زان کم فزوں نہ ام

گوشت اور خون یہ میرا عشق مجسم ہو گیا

ہوں وہی جیسا کہ تھا کم اور افزوں میں نہیں

جانتے ہو انسان خدا کی بنیاد ہے۔ الانسان بنیان الرب۔ جب اس بیج سے

جس کو انسان کہتے ہیں، صمدیت (بے نیازی) کا درخت اگتا ہے۔ تو پتہ پتہ ڈالی ڈالی

بجز انا الحق و سبحانی کے اور کچھ نہیں کہتی۔ ہر ذرہ انسان کا آئینہ ہے۔ جب ہر ذرہ میں انسان

خود کو دیکھتا ہے۔ اور اپنی روح میں اس (خدا) کو، تو انا لا غیری (میں ہوں میرے سوا

کوئی نہیں ہے) یہیں سے کہتا ہے، لیکن انسان جو مرتبہ خود رکھتا ہے۔ خود ہی نہیں جانتا نہ پہچانتا ہے اس لئے کہا گیا کہ لوعرف الانسان الخ۔۔۔۔۔۔ اس میں شرط مستقبل مجہول ہے۔ یعنی ہر کوئی خدا کو جانتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔ اسی طرح کوئی خود کو بھی نہیں جانتا پہچانتا جان کو یہ بھی خبر نہیں کہ میں کیا ہوں نہ جسم کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے کہ ۷

نہ جان را خود خبر از جان کہ جاں چہست
 نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست،
 نہ من کی کچھ خبر من کو کہ من کیا ہے؟
 نہ تن کی کچھ خبر تن کو کہ تن کیا ہے۔

بندہ بندہ ہے اور مالک مالک ہے۔ کیا ہوا اگر اس کا ہمرنگ ہو گیا۔ اس کے رنگ تو ان گنت ہیں اور اس کے رنگ کو لینے والے بھی ان گنت طریق الوصول لا ینقطع ابدا۔ پہنچنے کا طریقہ تو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اس کے معنی ہوئے کہ عاشق کبھی عین معشوق ہو جاتا ہے کبھی نہ یہ ہوتا ہے وہ غیر ہوتا ہے۔ نہ بالکل وہ یہ اس کا سایہ ہے۔ سایہ اصل شخص کیسے ہو سکتا ہے ۷

بوالعجب کاریست بس طرفہ زہیست
 این چوں عین آن بود آن کئے شود

عجیب کام ہے یہ اور راہ مادر ہے
 کہ یہ جو عین وہی ہے تو وہ سخن کیلے ہے

اللہ کے اخلاق پیدا کرو تخلقوا باخلاق اللہ ط اسی لئے کہا گیا ہے نہ اخلاق حاصل کرنے والے میں بس کہنے کی ہمت ہے اور نہ اخلاق الہیہ کی کوئی انتہا ہر "تخلق" پر جان دی جانی چاہیے تاکہ تو سب کچھ وہی ہو جائے اور تو ہر کام اسی سے کرے اور تجھ میں وہی وہ سمجھتا۔

قال :

يا غوث الاعظم ما اكل الانسان شيئاً وما شرب
وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلاً
وما توجه الى شئٍ وما غاب عن الا وانا فيه ساكنه
ومسكنه ومحرکه .

ترجمہ :

اے غوث اعظم، انسان کوئی چیز نہیں کھاتا، نہ پیتا، نہ کھڑا ہوتا، نہ بیٹھتا،
نہ بولتا، نہ سنتا، نہ کوئی کام کرتا، نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا، نہ اس سے
بے رُخ ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں میں ہوتا ہوں، میں ہی اس کو ساکن رکھتا
ہوں اور میں ہی اس کو حرکت میں لاتا ہوں۔

رساله

در این رساله که در این باب است
 در بیان آنکه چگونه باید که
 در این دنیا که در این عالم است
 در این دنیا که در این عالم است
 در این دنیا که در این عالم است

تتمه

در این رساله که در این باب است
 در بیان آنکه چگونه باید که
 در این دنیا که در این عالم است
 در این دنیا که در این عالم است
 در این دنیا که در این عالم است

انسانی حرکات و سکنات میں خدا

خود کہتا ہے (جانتے ہو) غوثِ اعظم میں کیا کرتا ہوں۔ انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کوئی چیز نہیں کھاتے نہ پیتے، نہ کھڑے ہوتے نہ بیٹھتے نہ کہتے نہ سنتے نہ کوئی کام کرتے نہ کسی چیز کی طرف توجہ کرتے نہ اس سے غائب ہوتے مگر یہ کہ میں اس انسان میں رہتا ہوں۔ اس کو ٹھہرائے رکھتا ہوں اور اس کو حرکت میں رکھتا ہوں۔

بی یناطق و بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی و لب یقع

و بی یفعل

(یعنی مجھ ہی سے) استعارۃً میری زبان سے) بولتے ہیں۔ مجھ ہی سے (یا میرے

کان سے) سنتے ہیں۔ مجھ ہی سے دیکھتے ہیں۔ مجھ ہی سے چلتے ہیں۔ مجھ ہی سے

بیٹھتے ہیں اور مجھ ہی سے ہر عمل کرتے ہیں)

یعنی ان کی حرکات و سکنات مجھ ہی سے ہیں۔ جس طرح کہ جسم کے ڈھانچہ کی حرکات و سکنات روح سے ہے۔ یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو عالم کے سردار ہیں۔ اور (یہ خصوصیت) اولیاء کی بھی ہے۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء خدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں جیسا کہ

بادوست یکے اندچو جان در تن مردم

دوست میں ضم جیسے کسی جسم میں جان

گر نیک بہ بینی بھقیقت تو ہمانند

گر غور سے دیکھے تو حقیقت میں وہی ہے

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت

نامیست زمن بر من و باقی ہمہ اوست

میرے اجزائے وجودی دوست کے سبکے نام میرا رہ گیا باقی تو سب کچھ ہے وہی

اے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اولیاء اس (خدا) کے آئینہ ہیں۔ ان میں بجز خدا کے اور کچھ روشن نہیں۔ یہی مقام ہے جبکہ ان کو مُریدین اور معتقدین سجدہ کرتے ہیں یہ سجدہ ان کو نہیں بلکہ ان کے خالق کو ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے اعضاء اُسی کے نور کے ہیں۔ اور اس (خدا) کے لئے آئینہ بن گئے ہیں۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔

فصل فی شرح آیت اللہ علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو اپنے اعضاء میں پھیلایا ہے اور ان کو اپنے نور کے آئینہ بنا دیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو اپنے اعضاء میں پھیلایا ہے اور ان کو اپنے نور کے آئینہ بنا دیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو اپنے اعضاء میں پھیلایا ہے اور ان کو اپنے نور کے آئینہ بنا دیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔

قال:

يا غوث الاعظم جسم الانسان ونفسه وقلبه
 وروحه وسمعه وبصره ولسانه ويدااه ورجلاه كل
 ذلك اظهرت له بنفسه لئلا هو الا انا ولا
 انا غيره .

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم، انسان کا جسم، اس کا نفس، اس کا دل، اس کی روح،
 اس کے کان اور آنکھ، اس کی زبان اور اس کے ہاتھ پاؤں، ہر ایک چیز کو
 میں نے ظاہر کیا ہے اپنی ذات سے اپنے لئے وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں اور
 میں اس سے غیر نہیں ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

دالہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

دالہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

اعضائے انسانی میں خدا کا ظہور

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے غوث اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے جسم اور ان کے نفس یعنی جو صورت کہ انسانی جسم سے آدمی کی طرح دکھائی دیتی ہے، وہ آدمی نہیں ہے بلکہ وہ بہترین صورت وہی (خدا) ہے نہ کہ جسم۔ کیونکہ جسم کثیف ہے اور وہ (خدا) لطیف اس بات سے معلوم ہو جائے گا (کہ حقیقت کیا ہے) انسان کا دل، انسان کی روح، انسان کے کان اور آنکھ اور نضر، انسان کے ہاتھ پاؤں ان سب کو میں نے۔۔۔۔۔ اپنی ذات سے ظاہر کیا ہے۔ یعنی اپنی ذات کے نور سے۔ اپنی ہی ذات کے لئے انسان کو آئینہ بنایا ہے۔ آئینہ سے ہٹ کر جسم کا ڈھانچہ اور کوئی چیز نہیں کہ جسم میں چمکتا ہوں اور دکھائی دیتا ہوں یعنی انسان اور انسان کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ آئینہ کی طرح انسان اور وہ (خدا) ایک صورت ہیں۔

از جمال اوست در ہر صورتی حسن کہ ہست

در ہر نقاب معنی است آن شاہد مستور من

ہر حسین چہرہ میں حسن اس یار کا معبود ہے

ہر نقاب معنوی میں دوست ہی مستو ہے

اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلق آدم علیٰ صودتہ (آدم کو اس (خدا) نے اپنی صورت میں پیدا کیا) فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو اپنی ذات سے اپنی ذات کھلتے ظاہر کیا ہے۔ انسان نہیں ہے بلکہ میں ہی ہوں۔ فتمثل لها بشرا سویتا (بوجوب آیت شریفہ) پھر ایک سیدھے (یا کھڑے ہوئے) انسان کی صورت میں متمثل ہو کر آیا۔ اپنے آپ کو اپنے ہی لئے انسانی مثال میں ظاہر کیا یعنی اپنے دیکھنے کے لئے، اپنی

صورت کو اپنے ہی لئے ظاہر کیا۔ اس لحاظ سے ان کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق رکھتا تھا۔
 لاف اشد شوقا لی لقاٹھہ (بموجب اس قول کے) کہ میں ان کے دیکھنے کا بید
 شوق رکھتا ہوں، خدائے تعالیٰ خود اپنا عاشق ہے۔ اور اس کا اپنا عشق اس قدر زیادہ
 ہے کہ کسی چیز کی پروا نہیں کرتا۔

عاشقِ حُسنِ خود است آن بینظیر حُسنِ خود را خود تماشا می کند
 حُسن پر اپنے وہ خود عاشق ہوا حُسن کا اپنے تماشا بن گیا

اس مقام پر کون ہے جو اس کو اپنی کھلی آنکھ سے پہچانے۔ یہ شاذ و نادر ہے مگر اس
 کی گفتار سے اس کو پہچان سکتا ہے جیسے کہ میں۔

مَسْعُود نے بھی اپنا پتہ یوں بتلایا کہ میں مَسْعُود نہیں ہوں بلکہ مَسْعُود نام چرایا ہوں تاکہ مجھ کو
 کوئی نہ پہچانے۔

مَسْعُود بک بوائے دغا نام کردہ ام ستر صفاتِ خود را ستار سترم
 مَسْعُود بک تو دھوکہ دہی کے لئے ہے نام پوشیدگی صفات کی کرتا ہے راز دار
 کیا تم نے نہیں سنا کہ جبریل علیہ السلام کو صحابہؓ نے نہیں پہچانا۔ جب وہ دوسری
 صورت (غیر جبریل) میں آئے تو خدا کو کیونکر پہچانا جاسکتا ہے؟ جو ہزار در ہزار پردوں میں
 خود کو چھپاتے ہوتے ہیں۔ ع :

در نقابِ معنوی آن شاہدِ مستور من

ہر نقاب معنوی میں دوست ہی پوشیدہ ہے۔

شیخ کے ساتھ وہ خدا جو میرا محبوب شاہد ہے حقیقتِ انسان کے پردہ میں ہے یعنی
 وہ نمائندہ جو مجھ پر ظاہر ہو کر مجھ عاشق سے چھپ گیا یہ پہلا درجہ تھا جو دیکھنے کے بعد عاشق
 ہوا اور پھر عشق اس میں سرایت کر گیا۔ اب اس کی دوا یا علاج کچھ نہیں مگر وہی معشوق !

قال:

يا غوث الاعظم اذا رايت الفقير المحترف
بنار الفقر والفاقة والمنكسر بكسرة الفاقنة
فتقرب اليه لانه لا حجاب بيني وبينه

فرمایا:

”اے غوثِ اعظم! جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر
وفاقہ کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقہ کے اثر سے شکستہ حال ہو گیا ہے
تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے“

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

فقر و فاقہ

مجھ سے فرمایا کہ اے بہت بڑے فریاد سننے والے سمجھو، کہ جس کو خدا نے بہت بڑا کہا ہے وہ کیسا ہوگا۔ اپنی عظمت میں بہت بڑے پن کی خاصیت رکھتا ہوگا۔ (اے غوثِ اعظم!) جب تم کسی سوختہ حال دل جلے کو دیکھو جو فقر کی آگ سے جلا ہوا ہو۔ یہ فقیر گویا خدائے عزوجل سے حاجت مانگتا ہے۔ حاجت مانگنے سے فقیر کے دل میں آگ بھڑکتی ہے تاکہ ماسوا خدا کو جلا دے اور فقر کی تکمیل میں جلتا رہے پس حضرت غوث پاک سے فرماتا ہے کہ جب تو ایسے جلے ہوئے کو دیکھے جو مجھ سے حاجت مانگنے میں جلا بھٹنا ہو اور فاقہ سے بے حال ہو۔ وہ بے حال میرے لئے سب سے ٹوٹ چکا ہے۔ پھر بھی مجھے نہیں پار رہا ہے۔ اور فاقہ پر فاقہ کرتا ہے جب تم ایسے بے حال اور جلے ہوئے کو دیکھو تو اس سے قریب ہو۔ کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ بقول ”میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے نزدیک ہوں“ معشوق اپنے عاشق کو بتاتا ہے۔ کہ میں اس جگہ ہوں۔ تو بھی اس جگہ آجا۔ یہ بات کہ فقر کی آگ سے جلے ہوئے اور سب سے ٹوٹ کر فاقہ سے ملے ہوئے کا مطلب سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کچھ نہیں جنہوں نے بمصدق الفقر فخری۔ فقر کو اپنا تاج بنایا ہے۔ یعنی خدائے عزوجل سے حاجت مانگنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اے دوست تمہیں خبر ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فاقہ کیا ہے یہ کہ اُس نے آنحضرت کو گھر سے باہر کیا اور تنہائی سے نکال کر پاسبانی پر کھڑا کیا ہے۔ فقر و فاقہ اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونے کو کہتے ہیں۔ خدائے تنہائی میں اس وقت تک نہیں ملا جاسکتا جب تک کہ پہلے کی طرح یکجانہ ہو جائے۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند روز

اس دُنیا میں رہنا پڑا۔ اور اس کے حکم کی طرف خلق کو بلانا پڑا اور اپنی اُمت کے فقیروں کو خُدا تک پہنچانا پڑا۔ پس یہ شکستہ دل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درگاہ سے قریب ہے اور اولیاءِ ربی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے شکستہ دل ہیں۔ تاکہ یہ قول صادق اُسے کہ ”میں ٹوٹے ہوؤں کے دلوں کے قریب ہوں“ جس کا دل میری وجہ سے ٹوٹا ہوا ہے ورنہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شکستہ حال نہیں اور یہ (تمام اولیاءِ ربی) اُن کے ساتھ ہیں۔ بموجب۔ ”مومنین ایک ہی نفس کی طرح ہیں“ المؤمن مرآة المؤمن (مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہے)۔ اور حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں میں ہیں پس رب العالمین جل جلالہ، نصیحت فرماتا ہے کہ تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو جانا کہ مجھے وہاں پالے۔

قال:

يا غوث الاعظم لا تأكل طعاما ولا
تشرّب شرابا ولا تنم نوما الا عندى
بقلب حاضر وعين ناظرة قال الغوث
الاعظم فما اكلت طعاما ولا شربت
شرابا الا عند ربى -

سند مایا:

اے غوث اعظم تم کھانا نہ کھاؤ اور نہ کچھ پیو اور نہ نیند میں آرام کرو
مگر یہ کہ میرے ہی پاس (کھاؤ، پیو اور سوؤ) اپنے حضور قلب اور
چشم بینا سے۔ غوث نے کہا کہ میں کچھ کھاتا پیتا نہیں ہوں مگر
اپنے ہی رب کے ہاں (کھاتا پیتا ہوں)

خُدا کے پاس کھانا، پیما اور سونا

خُدا نے فرمایا کہ اے غوثِ اعظم تم کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی نزدیک۔ متوجہ دل اور دیکھنے والی آنکھ سے۔ اپنے اظہار کے لئے غوثِ رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجیعوا بطونکم

واظموا اعضاءکم واعروا اجسادکم لعمل

قلوبکم تروا اللہ عیاناً عیاناً

(حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے پیٹوں کو بھوکا

رکھو، اور اپنے جگر کو پیا سا رکھو اور جسموں کو برہنہ رکھو۔ دل کے

عمل کے ساتھ (یعنی سچے دل سے) تو تم اللہ کو کھلا کھلا دیکھو گے

پس غوثِ اعظم نے ایسا ہی کیا یہ ظاہر ہے۔ اب اپنے محبوب کے بقا کی قسم جو حقیقت کی

بات ہے وہ کہتا ہوں۔ عاشقوں کے نزدیک کھانا اللہ کو دیکھنا ہے وہو یطعمنی

بقول اس کے کہ ”وہ مجھے کھلاتا ہے“۔ ”پیم“ اس خُدا کے تعالیٰ سے بات کرنا ہے

بقول اس کے کہ ”وہ مجھے پلاتا ہے“۔ وہو یسقینی اور سونے کے متعلق تم نے

نہیں سنا کہ خُدا کے ساتھ سونا کیسا ہوتا ہے۔

مَنْ مَسَّتْ مَنِّي عَشِقْتُمْ هَسَارِ نَحْوِ اَهْمِ شَدِّ مَنْ خَفَّتْ مَبْعَشِقْتُمْ بِيْدَارِ نَحْوِ اَهْمِ شَدِّ

عشق کی مئے پی گیا ہشتیار میں ہوتا نہیں یار سے ہنجوا ب ہوں بیدار میں ہوتا نہیں

گوش جان سے سنو۔ یہ سب ابرار کی نیکیاں ہیں اور یہ سب مقربانِ دیا خُدا کی

خاص قربت والوں کے لئے برائیاں ہیں۔ بقول اس کے کہ حَسَنَاتِ الْاَبْوَابِ سَيِّئَاتِ

المقدّبین (ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں) اسی بات کی طرف اشارہ ہے پس جو لوگ ان تینوں خصوصیات سے بالاتر ہیں وہ سکون پاتے ہوئے ہیں اور اپنے آپ قرار یافتہ ہیں۔ الاطال شوق الابرار الی لقائہ (ابرار کا اشتیاق مجھے ملنے کے لئے بہت زیادہ ہے) اور وہ اتنا ہوتا ہے کہ بجز اپنی ذات کے اور کچھ وہ نہیں جانتے اس لئے خدا کا اشتیاق ان سے بھی بڑھ کر ان کے لئے ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے لانی لقائہم لاشد شوقاً (کہ میں ان سے ملنے کے لئے بے حد شدید اشتیاق رکھتا ہوں) ایک سے ایک بڑھ کر یہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد مشتاق ہیں۔ اس کے لئے واسطہ کی ضرورت ہے تاکہ ایک میں ایک بجائیں خدائے ذوالجلال و الجلال پوری طرح بلاپ اور اتحاد کے لئے فرماتا، لاتاکل طعاما (کھانا نہ کھاؤ) یعنی میری طرف نہ دیکھو۔ ولا تشرب شرابا اور نہ پیو یعنی مجھ سے بات نہ کرو ولا تتعنونما (اور نہ سوؤ) یعنی اس معشوق کے ساتھ نہ سوؤ، جو تیرے پہلو میں ہے اس معشوق سے شغف نہ کر اور آرام نہ لے اس جگہ معشوق حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک ہے جس میں جمال خدا دیکھتے تھے اور اُس سے بات کرتے تھے اور اُسی کے ساتھ سوتے تھے۔ پس حکم ہوا کہ (نہ کھانا، نہ پینا اور نہ سونا)۔

الا عندی بقلب حاضر وعین ناظرۃ (مگر میرے پاس حضورِ دل اور چشمِ بینا ہے) یعنی میرے نزدیک دل سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ہے۔ پس غوث کو نصیحت کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر حضورِ قلب اور چشمِ بینا رکھو۔ خواجہ ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وضع دار نوجوان سے کہا کہ تم اتنے وضع دار ہو کہ تمہیں بایزیدؒ کی آنکھ میں رہنا چاہیے۔ نوجوان نے غصّہ سے جواب دیا کہ میں یہاں بیٹھے ہوئے بایزیدؒ کے خدا کو دیکھتا ہوں تو بایزیدؒ کو کس لئے دیکھوں؟ خواجہ نے فرمایا کہ بایزیدؒ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار دیکھنا خدا کو ستر بار دیکھنے کے برابر ہے۔ نوجوان نے پوچھا، کیونکر؟ خواجہ نے جواب دیا کہ جو اپنے آپ (نظر سے) دیکھتا ہے وہ خود اُس کا اندازہ ہے۔ اور جو بایزیدؒ (کی نظر سے) دیکھتا ہے وہ بایزیدؒ

کا اندازہ ہوگا۔ گوش جان سے سُنو۔ اے عزیز! خدائے عز و جل نے بھی غوثِ رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح وضع دار دیکھا کہ لکھا نہیں جاسکتا۔ اسی لئے رب العالمین غوثِ رحمۃ اللہ علیہ کو، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کا آئینہ ہیں، نصیحت کرتا ہے کہ اے غوثِ اپنی رُوح کی آنکھ سے دیکھو۔ اسی سے بات کرو۔ اسی سے آرام لو اور اسی کے ساتھ ہو۔ اے دوستِ غوثِ رحمۃ اللہ علیہ کو احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دیکھا اور نہایت اچھے نوخیز جوان کی صورت میں دکھانا چاہتا ہے۔ فی احسن صورت امرد شباب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ میں دیکھو۔ اس جگہ معشوق کی طرف سے کشش ہوتی ہے جس کے لائق و سزاوار حضرت غوثؒ ہیں۔ عاشق تو خود اپنی کوشش سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

اگر از جانبِ معشوق نباشد کشتے کوشش عاشق بیچارہ بجائے زسد

معشوق کی جانب سے کشش گر نہیں ہوتی عشاق کی کوشش بھی ٹھکانے نہیں لگتی

پس غوثؒ فرماتے ہیں ما اكلت طعاما (میں نے کھانا نہیں کھایا) یعنی خدا کی طرف نہیں دیکھا۔ (بجز معیتِ خدا کے) مطلب یہ کہ غوثؒ نے اپنی ذات کے آئینہ میں خدا کو دیکھا۔ ولا شربت شرابا (میں نے کچھ نہیں پیا) بجز معیتِ خدا کے۔ یعنی بجز خدا کے اور کسی سے بات نہیں کی۔ اس نے جو الہام مجھ پر کیا۔ اس پر کوئی بات نہیں کی اور نہ اس سے سکون و قرار حاصل کیا بجز اس کے کہ اپنے پروردگار کے پاس اپنے دل سے حاضر و ناظر ہو کر مراقبہ کیا۔ یہاں تک کہ آئینہ میں صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی ہوئی اور اس سے مقصود حاصل ہو گیا یہاں مرتبہ فقر ہے۔ کیونکہ جب اپنے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ جنہوں نے الفقر خذی (فقر پر فخر کر کے) اس کو تاج بنایا۔ انہوں نے اپنا بھید دیکھا اور اپنے ہی لئے فقیر ہو گئے۔ یعنی خدا کی جناب میں اپنی حاجت پیش کی جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاپ یا اتحاد ہو جائے تو خدا سے بلاپ یا اتحاد چاہنا چاہیے اسی لئے ارشاد ہوا ہے: تخلقوا باخلاقِ اللہ واتصفوا باوصافِ اللہ

تم خدا کے اخلاق اپنے میں پیدا کرو۔ اور خدا ہی کے اوصاف سے متصف ہو جاؤ
یعنی اتحاد بذات۔ اس جگہ عاشق، معشوق کا ہم رنگ ہو جاتا ہے تو پھر اپنے رنگ میں
نہیں لوثتا۔ اس لئے کہاوت ہے: الواحد لا يرجع۔ اکائی پلٹتی یا لوثتی نہیں ہے
مسعود بک برائے دغا نام کردہ ام ستر صفات خود را کہ ستار سار تم
مسعود بک تو دھوکہ دہی کے لئے ہے نام پوشیدگی صفات کی کرتا ہے راز دار

ع:

من خدایم من خدایم من خدا
میں خدا ہوں میں خدا ہوں میں خدا
اس معتام پر اپنے آپ میں رہ کر کسی نے کہا ہے
از خود بخود آمدن رہ کوتہ نیست
آپے میں آجانے کی رہ کوتاہ نہیں

دعاء ہے کہ خدا تعالیٰ ہم پر ہمارے لئے اور تم پر تمہارے لئے یہ دروازہ
کھول دے۔ (امین)

قالی:

ياغوث الاعظم من حرم عن سفري في الباطن
ابتلى بسفر الظاهر ولم يزد دمني الا بعدا في
سفر الظاهر -

سرایا:

اے غوثِ اعظم جو باطن میں میرے طرف سفر سے محروم رہا
میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میرے
طرف سے اور کچھ نہیں (دیا جاتا) بجز اس کے کہ سفر ظاہری کے
ذریعہ دُوری (مفارقت) دی جائے۔

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

میں نے یہ خط لکھا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

سفرِ ظاہر اور سفرِ باطن

مجھ سے فرمایا کہ اے غوثِ اعظم جو کوئی باطن میں میرے سفر سے محروم رہتا ہے یعنی جو کوئی میرے لئے اپنے آپ میں سفر نہیں کرتا میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ جو اپنے آپ میں ذکر و فکر کے مراقبہ سے اور مجاہدہ و توجہ سے باطن کے اندر نہیں جاتا وہ اس آیت کو نہیں سمجھتا۔ **وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ** (میں تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے) اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہو معکم کی آیت اس کو حاصل نہیں ہوتی۔ جو اپنی روح میں رب العالمین کی تجلی ہرگز نہیں دیکھتا اور اپنے دل میں مجھ کو نہیں پاتا۔ اس کو میں سفرِ ظاہری میں مبتلا کرتا ہوں۔ نیز یہ کہ جو سفرِ باطن اختیار نہیں کرتا وہ دور رہتا ہے۔ دور رہنے والا فضول بھٹکنے والا ہے۔ یعنی نماز و تسبیح اور زہد و تقویٰ میں جس کا تعلق جسم یا ڈھانچہ سے ہے وہ ظاہری عمل ہے اور جس کا روح سے تعلق ہے وہ باطنی عمل ہے۔ اس نماز سے جاہلوں کی نماز مراد ہے جو رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اس تسبیح سے مراد ہے جو زبان کو ہلا ہلا کرتے ہیں۔ جو اپنے زہد کو پیسہ پر دے دیتے اور تقویٰ میں غیبتِ اکو لے آتے ہیں۔ تمہیں خبر ہے کہ نماز کیا ہے۔ اور تسبیح و زہد کیا۔ اور تقویٰ کس سے کیا جاتا ہے۔ عاشقوں کی نماز اپنے وجود کو عدم کرنا ہے۔ اور جاہلوں کی نماز رکوع و سجدہ ہے۔ قطعہ:

در عشق نماز بے رکوع است و سجود	یکساں درد مومن و ترسا و جہود
نہ صورتِ موسیٰ و نہ صورتِ عیسیٰ	نہ زیاں رسد ز فرعون و نہ رسد
چوں قسبہ بجز جمالِ معشوق بود	عشق آمد محو کرد ہر قبلہ کہ بود
نماز عشق میں کیسا رکوع کہاں سجدہ	یہاں تو مومن و ترسا یہو وہیں یکساں

یہاں نہ صورتِ موسیٰ نہ صورتِ عیسیٰ فراغت سے نہ نمود سے کوئی نقصان
 جمالِ یار سے ہٹ کر کہیں جو قبلہ بنا تو ایسے قبلہ کو الفت نے کر دیا پنہاں
 تو جانتا ہے کہ نماز مستوں کو عاشق و مُشاق اور پُر آتش بناقی ہے جس کو وہ بے رکوع
 و سجدہ ادا کرتے ہیں۔ کسی وقت ایسی نماز سے خالی نہیں رہتے۔ آیت شریفہ :

الذین هم على صلاتهم دائمون ط

وہ لوگ ہمیشہ اپنی نماز ادا کرتے ہیں۔

سے مراد یہی نماز وصال و اتصال ہے۔ خدا کا راستہ نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں۔
 نہ دریا میں نہ آگ میں۔ خدائے عز و جل کی راہ جانوں کے اندر ہے۔ اپنے اندر سفر
 کرنا چاہیے تاکہ واصل حق ہو جائے۔ قطعہ

اے خدا یا کاندون جان ہر انسان توئی ظلمت کفر است از تو نور ہر ایمان توئی

جان میں ہر آدمی کے راز پنہاں ہے خدا کفر کی تاریکیاں اور نور ایمان ہے خدا

چو ہست ظاہر و باطن گرفتہ قدرت تو بجاں خویش نگر آشکار و پنہاں را

ہے یہ ظاہر و باطن اس کی قدرت کا ظہور اپنے اندر دیکھ لے تو آشکارا اور چھپا

روم در بتکہہ شینم بہ پیش بت کنم سجدہ اگر یا ہم خریدار سے فرو شم زہد و تقویٰ را

بتکہہ میں بیٹھ جاؤں بت پرستی بھی کروں کوئی مل جائے اگر گاہک تو بیچوں اتفت

جب سفر کرنے والا اپنے باطن میں سفر کرتا ہے تو دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے

از دل انسان شدہ گم کردہ است خطب معکم کوئی و فی انفسکم در دل مسعود بیا

دل سے گم ہو کر مرے کہتا ہے میں تو ساتھ ہوں جان میں بستا ہے تو مسعود کے دل میں بھی آ

جس نے اپنے باطن میں نہ دیکھا بموجب آیت شریفہ :

من كان في هذه اعطى فهو في الآخرة اعنى واحسن سبيلا

جو اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستہ بھٹکا ہوا ہے

(اس دنیا میں) جو شخص اپنے باطن میں نہیں دیکھتا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھتا۔ یعنی پیر و مرشد،
 حسینوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نہیں دیکھتا۔ فہو فی الاخرۃ اعنی (وہ
 آخرت میں بھی اندھا ہوگا) آخرت میں نہ دیکھنے کے یہ معنی ہیں، جب اُس کا دیکھنا کئی
 طریقوں اور کئی راستوں کا ہے تو اَضَلَّ سَبِيْلًا (وہ راستہ بھٹکا ہوا ہے)
 کا یہی مطلب ہے۔

اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو اپنی روح میں اس کو نہیں دیکھتا۔ اس کو بھی محمد صلی اللہ علیہ
 نہیں دیکھتے۔ اس روح سے وہ رُوح مراد ہے جو جسم کے اندر ہے نہ جسم کے باہر۔

يلقى الروح من امره على من يشاء من عباده
 اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس پر (یا اس میں) خدا اپنے حکم
 سے رُوح کو ڈالتا ہے۔

یہ رُوح، رُوحِ اعظم ہے جو دنیا میں عاشقوں پر تجلی کرتی ہے تاکہ اُنس و آرام حاصل ہو۔ جو کئی
 کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہی جمالِ خدا ہے۔

چوں جمالت صد ہزاراں رُوئے داشت	بود در ہر رُوئے دیدار دیگر
حسن تیرا اور ہزاروں صورتیں	اور ہر صورت میں دیداری نئی
لا حبرم ہر ذرہ بنمود یار	ہر جمال خویش رخسار دیگر
بے شبہ ہر ذرہ ذرہ میں ہے یار	ہر جمال تو میں رخساری نئی

مقصود یہ ہے کہ جس کا یہاں (دنیا میں) کوئی ہمراز نہیں اُس دنیا میں بھی اس کا
 کوئی ہمراز نہیں۔ ہائے۔ بغیر دیکھے ہوئے کوئی اس کو کیونکر پہچانے اور کیونکر دوستی کرے گا
 سب لوگ سُن کر ہی عاشق ہوئے ہیں۔ یہاں (دنیا میں) کوئی ایسا بھی ہونا چاہیے جس نے
 اس کو کھلی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ اور اس سے محبت کی ہو۔ اس تقدسِ تعالیٰ نے ایک خاص وقت
 میں محمد حسین گیسو و راز عاشق سرفراز سے ملاقات فرمائی اور کہا کہ ایک بار اس راہ میں بیٹھ

جا۔ اب میں اس رہ گزرمیں اچھے عیش کی نہایت خوشبو والی سانس لے رہا ہوں۔ آہا۔ آہا ہا۔ آہا ہا ہا۔

ہم چشم وے غلطاں زے ہم لعلش از مستی چکاں

مست و خراب و بے خبر و چشم ہیشیا آمدہ

آنکھ متوالی ہے سے ہونٹ میں مستی سبھی

مست و بے خود بے خبر ہیشیا کی آنکھوں میں ہے

یہ بیگانگی کا مقام ہے۔ بیگانگی کا نہیں ہے۔ بولنے والی زبان سے اس کا بیان کنیوکر

کیا جاسکتا ہے۔

قال:

يا غوث الاعظم الاتحاد حال لا يعبر

بلسان المقال،

منذ ما:

غوث اعظم (محبوب سے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے

کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

تو بیست و نود و دو ساله بودی که من را آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

و من را در علم حق از دست تو آموختی

زبانی الفاظ سے اتحاد کا حال

فرمایا کہ اے غوث اعظم! ایک ہو جانا اور یگانگی ایک (عجیب) حال ہے یعنی جس وقت عاشق (معشوق سے) ایک ہو جاتا ہے یا معشوق عاشق کو پہلو میں لیتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں تو ہوں اور تُو میں ہے۔ جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ن حضرت علی کریم اللہ وجہہ کو اپنے پہلو سے چمٹا کر فرمایا کہ :

لحمك لحمي ودمك دمي وعينك عيني وسمعتك سمعي
وبصرك بصري (الی اخره)

تمہارا گوشت میرا گوشت ہے۔ تمہارا خون میرا خون ہے، تمہاری ذات میری ذات ہے، تمہارے کان میرے کان ہیں، اور تمہاری آنکھ میری آنکھ ہے۔ الخ۔

اس وقت ظاہر میں حضرت علی نظر نہیں آتے تھے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے عزوجل نے یگانگت میں لے لیا یہ بات کہ فوضع ید یہ علی کتفی (پس اپنے دونوں ہاتھ میرے دونوں کندھوں پر رکھے) کا اسی طرف اشارہ ہے اور جو چیز پوشیدہ رکھنے کی تھی اسے پوشیدہ رکھا۔ آیتہ پاک فاوحی الی عبدہ ما ووحی (پس اپنے بندے پر وحی کی جو وحی کرنی تھی)۔ فرمایا کہ میں تو ہوں اور تُو میں ہے۔ انا انت وانت انا اس جگہ معشوق عاشق اور عاشق سب ایک ہیں نہ کہ دو تین۔ یعنی خدا کے دوست اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ سب ایک ہیں

كان الله ولم يكن معه شيء وهو الابد كما

كان وهو لا يتغير بذاته ولا بصفاته ولا في

افعاله ولا في اسمائه مجرد وث الاكوان فلا يكون

مع اللہ غیر اللہ -

اللہ ایسا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ وہ پہلے جیسا تھا اب بھی ویسا ہے

وہ کبھی بدلتا نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ ناموں میں

کائنات پیدا ہونے کی وجہ سے، پس خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں ہو سکتا۔

ابن جہاں صورت است و معنی اوست اور بمعنی لفظ کنی ہمہ اوست

جب تک اس دنیا کی صورت ہے تو معنی ہے وہی، اور معنی پر لفظ ڈالو تو سب کچھ ہے وہی

جانتے ہو کیا کہہ رہا ہوں۔ وہ تھا۔ اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی وہ اسی حال میں ہے اب بھی جیسا کہ

وہ پیشتر تھا، کائنات کو پیدا کرنے سے اس کے نہ ذات میں تغیر ہوا ہے نہ صفات میں،

نہ افعال میں نہ ناموں میں، پس اس کے ساتھ اس کا غیر نہیں رہ سکتا۔ اچھا تو سنو! دُنیا

خدا کی صورت ہے۔ یہاں یہ نمود اس کے فیض کی صورتِ پاک سے ہے۔ یعنی وجود میں

سوائے خدا کے کچھ نہیں۔ ”جہاں خدا ہے“ کے معنی یہ ہیں کہ وہ (خدا) ایسا ہے جو اس صورت

میں کئی اشکال سے ظاہر ہوا ہے خدا شخص کی طرح ہے تو دنیا اس شخص کا سایہ ہے۔ خدا دنیا کی

وجہ سے ظاہر ہے اور دنیا خدا کے عز و جل سے قائم ہے۔

می نمائی حُسن خود در ہر رُخی نوعِ دگر چونکہ در معنی بہ بینم واحد و یکساں توئی

ہر رُخ میں تیرا حُسن نئی شان دکھائے معنی کو جو دیکھے تو سب یکساں نظر آئے

توئی صوت توئی معنی کہ ہم مسجد ہم دیری توئی در دل توئی در تن کہ ہم عشقی و ہم جانی

تو ہی صورت تو ہی معنی تو ہی مسجد تو ہی دیہ تو ہی سن میں تو ہی تن میں تو محبت تو ہی جان

فمن امن به قبل ورود الحال ومن رت حال اتحادہ فقد کفر

پس جس نے اس کا یقین کیا، حال کے وارد ہونے کو قبول اور جس نے اتحاد

حال کو نہ مانا وہ بتحقق کافر ہوا۔

یعنی جب تک معشوق عاشق کو اپنے ہم رنگ کر کے اپنے پہلو میں نہ لے اور یہ نہ کہے کہ میں تو ہوں۔

اور تو میں ہوں (اس حال سے پہلے) اگر عاشق اتحاد سمجھے تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ لا تا من من مکرہ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ (میری چال سے مطمئن نہ رہ۔ جب تک تم سے یہ نہ کہے کہ تو میں ہوں اور میں تو ہوں اس وقت تک) تمہارے لئے یہ کہنا ہرگز زیبا نہیں کہ میں تو ہوں اور تو میں ہوں۔ یہ تو اُس خدائے تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ عاشق کتنا ہی معشوق کے اوصاف سے مُتصف ہو۔ دو صفات سے خالی اور کم ہوتا ہے۔ ان دو صفات کے متعلق تم نے سنا کہ ایک بزرگ نے کیا کہا:

لا فرق بینی و بین ربی الا بصفین۔ صفة ربانیة و صفة

الوہیة وجود نامہ و قیامنا بہ

مجھ میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں بجز دو صفوں کے۔ صفتِ ربانیہ

اور صفتِ الوہیہ۔ میرا وجود اس سے ہے اور قیام بھی اسی سے ہے۔

عاشق بالکل و بعینہ معشوق تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اُسے دوست یہ مقام محض رنگ پذیری کا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ نہ کہ بعینہ اور بالکل معشوق ہو جاتا ہے اگر کچھ ہوتا ہے تو یہ کہ معشوق اپنے عاشق میں اپنے ظہور کو ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت وہ عاشق نہیں رہتا۔ بموجب آیہ شریفہ: جاء الحق و زهق الباطل (کہ حقیقت آگئی اور باطل چلا گیا) مولے مولے ہے اور بندہ بندہ ہے۔ اُسے دوست خود اُس کے کلام میں تفاوت ہے (تفاوت کے اصلی معنی اختلافِ اوصاف کے ہیں۔ یعنی خود اس کے کلام میں مختلف اوصاف بیان ہوئے ہیں) میں کیا کروں۔ کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ فاستقم كما امرت، تجھے جو حکم دیا جائے اس پر قائم رہ۔ کبھی فرمان دیا جاتا ہے کہ میری آنکھوں میں تو ہے فانك باعیننا۔ کبھی طعنہ کرتا ہے کہ عبس و تولى ان جاءه الا سعى (جب اندھا اس کے پاس آیا تو اُس نے منہ موڑ لیا۔ کبھی لطف و محبت سے بتاتا ہے کہ

لولاك لما اظهرت الربوبية و كذلك لما خلقت

الاکوان و لما خلقت الافلاك۔

اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی طرح اکوان کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ افلاک کو پیدا کرتا۔

کبھی فرماتا ہے کہ : انک لا تھدی من احببت - (تم جسے چاہو اس کو ہدایت یا صحیح راستہ پر نہیں لاسکتے) کبھی یہ کہتا ہے کہ انا اطلب رضاك يا محمد (اے محمد میں تیری رضا کو طلب کرتا ہوں) عشق میں ایسی ہی بڑی عجبیاں ہوتی ہیں۔

من اراد العبادۃ بعد الوصول فقد اشرك بالله

العظیم من تزلزل القلب عن القالب بعد

ما خلع وصفا واتقى من مرجس النفس

(حسب نے وصول پانے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا تو گویا اس نے

خود کے عظیم کے ساتھ شرک کیا کیونکہ اس نے خلعت وصول پانے اور صفائی

قلب حاصل ہونے اور میل کچیل سے پاک ہو جانے کے بعد قالب کو تلبیس

انگ سمجھا۔

جو کوئی (خدا سے) پیوست ہو جانے کے بعد عبادت یا عبودیت چاہے یقیناً وہ شرک کرتا ہے اس خدا سے جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔

اے دوست وہ والیہ (اس سے اور اس کی طرف) کا مطلب یہ ہے کہ

الواصل لا يرجع (واصل کبھی لوٹا یا پلٹتا نہیں) عشق ایک بھیبا بنانے والا ہے جو معمولی دھات

جیسے ماشق کو عشق کی طرح اسلی سوتا بناتا ہے۔ سمجھو کہ "وصول یا لینا" چار قسم کا ہے:

وصول شریعت، وصول طریقت، وصول حقیقت، وصول معرفت الاول العلم باللہ

وصول الیہ (اللہ کو جاننا ہی اس تک پہنچنا ہے) یعنی جب یہ جان لے کہ

كان الله ولم يكن معه شيء وهو الان كما كان فلا يكون

مع الله غير الله۔

اللہ بھت اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی پیشتر وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ پس خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی سمجھ لے کہ العالم هو الحق المتجلی (عالم حق کا ظہور ہی ہے)۔ واصل بہ خدا ہوگا اس جگہ بت پرستی کی صورت نظر آتی ہے۔ واصل یا ملنے والا نہیں چاہتا کہ عبادت کو سے کیونکہ یہ عمل بہشت کے لئے ہوتا ہے۔ ظاہری کردار کا راستہ بجز بہشت کی طرف کے (اور کسی طرف) نہیں بلکہ خدا پرست بھی ہونا نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ پیر پرست ہوتا کہ شاہد یا محبوب پرست ہو جائے۔ تاکہ جو کچھ علم لائقین سے جانا ہے اس کو عین لائقین سے بھی دیکھ لے۔ پھر معلوم ہو جائے کہ پیر اور محبوب کبڑا اس (خدا) کے (کچھ اور) نہیں جب تک پیر پرست نہ ہوگا خدا پرست کیسے ہو سکتا ہے ؟

شاید وہ مُرید اسی مقام و درجہ کا تھا کہ بایزیدؒ کا نام لیتا تو پانی پر چلا جاتا اور اللہ کہتا تو تنق ہو جاتا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ من عرف اللہ لا یقول اللہ ومن یقول اللہ لا عرف اللہ (جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اللہ نہیں کہتا اور جو اللہ کہتا ہے اُس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں) بقول "جس کے لئے شیخ یا پیر نہیں ہے اُس کے لئے دین نہیں ہے" لا دین لمن لا شیخ له۔

وصولِ طریقت یہ ہے کہ تمام عالم اور تمام دنیا میں اپنے پیر و مرشد کو بلکہ خود اپنے آپ میں اپنے پیر کو پائے اور پیر کی جان میں خود کو دیکھے۔ پس جو عبادت و خدمت پیر کی کی یعنی پیر کے تصور کو بھول کر، جو کچھ پیر میں دیکھا ہے اُس کا تصور کرتا ہے کیونکہ اسی کے لئے تو پیر کا تصور کیا تھا۔ جب اس سے مل گیا تو پیر کا توسط درمیان سے اٹھ گیا۔

چوں در آید وصال را حالہ سرد شد گفتگوئے دلالہ

کیفیت پیدا اگر کر دے وصال واسطہ ہو درمیان پھر کیا مجال

وصولِ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ پیر کی جان میں ہے اس سے مل جائے اور واصل ہو جائے

پھر جب اس (خدائے تعالیٰ) ہی کا رنگ چرٹھ جائے یعنی اس کی صفات سے مُتصف ہو جائے

تو چونکہ اس (خدا) کی صفات بے انتہا ہیں اس لئے پالینے کی راہ (طریق وصول) کبھی بھی نہیں ٹوٹتی اور کبھی ختم نہیں ہوتی۔ پس یہ شخص ہر ذرہ میں اس کو دیکھتا ہے۔ اور موحد بن جاتا ہے۔ اس وقت مافی الوجود الا اللہ (وجود میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں) والا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ موحد صرف ایک نور (کے سوا اور کچھ نہیں) دیکھتا۔ کیونکہ خدا نور ہی نور ہے۔ یہ کمال بھی کسبی ہے جو محنت سے ملتا ہے۔ یہ درار الورا کا مقام ہے۔ وصول معرفت کا پالینا یہ ہے کہ چیزوں کو اس طرح دیکھا جائے جیسی کہ وہ درحقیقت ہیں ان (چیزوں) کی صورت کو بھی دیکھے اور ان میں نازنین کا جلوہ بھی دیکھے وہ جلوہ نازنین ہر ہر ذرہ میں ہے مگر ایسے شخص کی ضرورت ہے جس کی آنکھ میں معرفت کا سرمہ ہو۔

بحجاست دیدہ کہ آن محل معرفت دارد
وگر نہ جلوہ آن نازنین بحجاست کہ نیست
کہاں وہ آنکھ کہ ہو جس میں سرمہ عرفاں
وگر نہ یار کا جلوہ کہاں نہیں ہوتا
عارف تو ہر ذرہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔ ع

درہر چہ نگہ کنم توئی پسندارم
نظر جس چیز پر ڈالوں تو سمجھوں بس توئی ہے

شرعیات، طریقت اور حقیقت یہ سب کسبی ہیں اور حاصل کرنے سے حاصل ہو جاتی ہیں لیکن معرفت تو اسی (خدا) کی عنایت سے مل سکتی ہے نہ کہ کسب و عبادت سے۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کے عالم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم شرعیات میں آتا ہے تو اس عالم کی یہ نشانی ہے کہ

ان صلیت اشركت وان احاصل کفرت

اگر میں نے نماز ادا کی تو میں نے شرک کیا اور نماز ادا نہیں کی تو کفر کیا

پس اس طرح میں کافر ہو چکا اور زنا ربا بندھ لیا۔ اللہ اکبر۔ حنات الابرار، سیتات المقربین (نیکیوں کی نیکیاں مقربین کے لئے برائیاں ہیں، کاہی مطلب ہے۔

اُسے ہر کہ دران عارضِ زیبائے تو دیدہ آست
 کوراست اگر جانبِ یوسف نگریست
 جس آنکھ نے اک بار ترے حُسن کو دیکھا
 پھر دیکھے وہ یوسف کو توبے نور بھرا
 (ایک شخص) خود عبادت کرنے کی وجہ سے خدا تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد وہ کس
 کی عبادت کرے۔ جو کوئی اس ظاہری عبادت اور باطنی عمل، چلتے، مجاہدے اور مسافرت
 وغیرہ کی اس دنیا میں محنت کرتا ہے (وہ) بے شک اس کی نظر میں آجاتا ہے تو زبانِ حال سے
 جان کے کانوں میں آواز دیتا ہے کہ انی انا الله المر ترالی ربك (میں ہی اللہ ہوں کیا
 تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) ظاہر کو دیکھنے والے کیا جانیں کہ اسی خدا کے تعلق سے
 فرمایا ہے کہ واعبد ربك حتى ياتيك اليقين یعنی اپنے رب کی عبادت
 کرتا رہے یہاں تک کہ مجھے تیرے پاس یقین آجائے یعنی خدا، اور یہ بھی کیا جانیں کہ من
 نظرالی معبوده سقط عنه عبادته (جس نے اپنے معبود کی طرف نظر کی اس سے
 عبادت ساقط ہو گئی) اس مقام پر جب سالک آجائے تو اس کو اتحاد و یگانگت پیدا ہو جائے
 پھر اگر اس کو رد کرے تو کافر ہو جائے۔ معشوق کے ہر رنگ کا لباس چاہنا کفر ہے۔ اسی لئے
 کہا گیا کہ من رد حال اتحادہ فقد كفر جس نے اتحاد کی حالت کو رد کیا اُس نے کفر کیا پس
 جو کوئی اس اتحاد میں آجائے وہ ازلی نیکی والا نیک بخت ہے اس کے بعد ہرگز سبک نہ ہوگا
 مگر وہ جو اتحاد کا ہم رنگ نہیں ہوا اس کے لئے افسوس اور ویل ہے۔ کیونکہ وہ اس مقام پر ہرگز
 نہ آئے گا۔

قال:

يا غوث الاعظم من سعد بسعادة الازلية طوبى
 له لم يكن محذولا بعد ذلك قط ومن شقى
 بشقاوة الازلية فويل له لم يكن مقبولا بعد
 ذلك قط -

فرمایا:

اے غوثِ اعظم جو کوئی ازلی سعادت و نیکی سے نیک و مسعود بن گیا
 تو اس کے لئے طوبیٰ خوشی کا معتام ہے۔ اس کے بعد وہ بک نہیں ہوتا
 اور جو ازلی بدبختی و شقاوت سے بُرا شقی بن گیا۔ اس کے لئے ویلِ حیا
 و ذلیل معتام ہے اس کے بعد وہ کبھی معتبول نہیں ہو سکتا۔

بات

بجمله نیکان طایفه و صیقلی و عطف کلمات مفید
 و شیرین و لطیف و دلگشا و نیکوکاران
 و باطنی و خیرخواهان را بر این طایفه گفته اند
 - لطیف طایفه -

بلیغ

بلیغ در بیان است و در بیان است و در بیان است
 بلیغ در بیان است و در بیان است و در بیان است
 بلیغ در بیان است و در بیان است و در بیان است
 بلیغ در بیان است و در بیان است و در بیان است

سعادت و شقاوتِ ازل

یعنی جلالی جلالی ہے۔ جمالی جمالی ہے اور ذاتی ذاتی ہے کیونکہ اللہ کی خلق (اور فطرت) میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ لا تبدیل لخلق اللہ کافروں کو ہر وقت نئی گمراہی ہوتی ہے اور مومنوں کو ہر وقت نئی ہدایت۔ بموجب آیتہ پاک: یضل بہ من یشاء ویہدی من یشاء (وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) یہ سب اس کے اوصاف ہیں۔ جلال و جمال کو ظاہر کر کے خود کو پوشیدہ کر رکھا ہے ورنہ یہ دعا ارنا الاشیاء کما ہوں چیزوں کی حقیقت جیسی کہ ہے ہم کو دکھا) نہ کی جاتی۔ کبھی آدم و ابلیس کو ظاہر کرتا ہے کبھی موسیٰ و فرعون کو بتاتا ہے، کبھی ابراہیم و نمرود کو نمایاں کرتا ہے کبھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو جہل کو دکھاتا ہے۔ لیکن جس کے یہ نام ہیں وہ خود ایک ہے۔ وہی ایک ہے جو اتنی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے تو ذرا دیکھ تو سہی۔

هو المعطی هو المانع هو الضار هو النافع هو المہادی

هو المفضل هو المعز هو المذل هو القہار هو الغفار

وہی عطا کرنے والا، وہی منع کرنے والا، وہی ضرر اور نقصان دینے

والا، وہی نفع بخشنے والا، وہی ہدایت دینے والا اور وہی گمراہ کرنے والا،

عزت دینے والا، وہی ذلت دینے والا، وہی غضب کرنے والا اور وہی

بخشنے والا۔

از جمالِ دوست در ہر صورتی حصے کہ ہست

در نقابِ معنوی آن شاہِ مستور من

ہر جس چہرہ میں حسن اس یار کا محور ہے ہر نقابِ معنوی میں دوست ہی مستور ہے

قال:

يا غوث الاعظم جعلت الفقر والفاقة مطيتين
للانسان فمن ركبها بلغ المنزل قبل ان يقطع
المنازل والبيوادي -

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم میں نے فقر و فاقہ دو سواریاں انسان کے لئے بنائی ہیں جس نے
ان پر سواری کی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس کے وہ منزلوں اور جنگوں
کو طے کرے۔

والت

تبتليهم فلهذا انفقوا ثلثهم فلهذا انفقوا ثلثهم
فلهذا انفقوا ثلثهم فلهذا انفقوا ثلثهم
فلهذا انفقوا ثلثهم فلهذا انفقوا ثلثهم

اليت

فلهذا انفقوا ثلثهم فلهذا انفقوا ثلثهم
فلهذا انفقوا ثلثهم فلهذا انفقوا ثلثهم
فلهذا انفقوا ثلثهم فلهذا انفقوا ثلثهم

فقر و فاقہ سالک کی سواری ہے

(خُدا نے) یہ فرمایا کہ اے عوْشِ اعْظَم میں نے انسان کے لئے فقر و فاقہ کو سواری بنایا ہے۔ پس جو کوئی اس فقر و فاقہ پر سوار ہوا وہ منزلِ گاہ تک پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ منزلوں اور وادیوں کو طے کرے۔ یعنی فقر خدا سے حاجت مانگنا اور فاقہ آپ سے باہر ہونا (اپنی خودی کو ترک کرنا) ہے۔ مقعد صدق کے مقام پر جو مَلِیکِ مقْتَدِر کے پاس ہے پہنچنے کے لئے فقر کے ساتھ تجرید (فاقہ) کی بھی ضرورت ہے۔ فقر و فاقہ پر کیا مناسب حال بیت (کسی نے) کہی ہے

ماجاں فدائے خنجرِ تسلیم کردہ ایم خواہی بدارخواہ بخش رائے رائے تبت
خنجرِ تسلیم کے آگے میری جاں ہے فدا زندہ رہنے دے کہ مجھ کو مار جو مرضی تری

اس لئے اُسے دوست اس فقیری سے مراد الفقرِ فخری ہے اور فاقہ سے مراد مازاغ البصر و ما لطنی (اس کی نظر نہ بھپکی نہ جھٹلائی) کی کیفیت ہے۔ فقیر وہی ہے جو خدا سے عزت و جل سے حاجت مانگے اور صاحبِ فاقہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ جب تک 'مقصود' کو نہ دیکھ لے اور (اس پر) تجلیِ جلالی و جمالی نہ ہو اس پر نظر نہ کرے بلکہ اپنی روح کی آنکھ کو اس کی ذات کے لئے بھوکا رکھے۔ کتنے ہی واردات (واقعات) رونما ہوں ان سے منکر ہو جائے اور اس (خُدا) کے غیر سے سکون و اطمینان نہ پائے۔ پس جس نے یہ اختیار کر لیا اُس کو میرا دیدار ہے میں اُسے اپنے آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ خواہ اس نے جنگل اور منزل لیں طے نہ کی ہوں (وہ جنگل اور منزل لیں کیا ہیں) یعنی موت و قبر۔ سوال و حساب، حشر و صراط و میزان اور بہشت و دوزخ۔

قال:

يا غوث الاعظم لو علم الانسان ما كان له بعد الموت
ما تمنى الحياة في الدنيا ويقول بين يدي الله تعالى
في كل لحظة يا رب امتني.

فرمایا:

اے غوثِ اعظم اگر انسان کو معلوم ہو جائے جو کچھ کہ موت کے بعد ہوتا
ہے تو ہرگز دُنیوی حیات کی آرزو نہ کرے اور خدائے تعالیٰ
سے ہر لمحہ و لحظہ کہے کہ اے رب مجھ کو مار ڈال۔

بالت

تعماداً بوجوهان لالمن لند کما املد با ملقد کما انش و قد
کسفت طلاقه من یبیر املیه لیتما ان ۰ لیصا ارضه له
رضته اسبیل قلفصاء قلمصار لان

بالت

بوجوهان کما یبیر املیه لیتما ان ۰ لیصا ارضه له
رضته اسبیل قلفصاء قلمصار لان

موت کے بعد کا حال

مجھ سے فرمایا کہ اے غوثِ اعظم اگر انسان جان لے کہ اس کے لئے موت کے بعد کیا ہے تو اس دنیا کی زندگی کی آرزو نہ کرے اور ہر گھڑی ہر وقت یہی کہے کہ اے خدا مجھے مار ڈال یعنی موت ایک پُل ہے۔ جو فنا کے بعد دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے۔ تو وہ بقا میں فنا ہو جانا کیوں نہ چاہے گا۔ کیونکہ آپ سے باہر آنے کے بعد خود کو خدا تک پہنچا دیتا ہے اس قالب کی کون آرزو کرے جو دنیا کی زندگی دے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے قالب والی زندگی ہی کی وجہ سے فرمایا ہے کہ

یا لیت رب محمد لم یخلوت محمدا

کاش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ کرتا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد کے مثل و تشکل کو قالب کے پنجرے سے چھٹکارا دلانا چاہتا ہیں اس لئے کہ پروردگار کے پاس سے بھیجے گئے تھے اور خلوت یا تنہائی سے نکل کر پاسبانی و درباری میں اکھڑے ہوتے تھے۔ اب اپنے اصل مقام پر واپس ہونا چاہتے ہیں کیونکہ خدا و بندہ کے درمیان یہی قالب (جسم کا ڈھانچہ) ہے جو تکلیف دیتا ہے۔ جب قالب کے پنجرے سے نجات پالے تو خدا تک پہنچ جائے۔

بینی و بینک انی یزاحمنی ارفع بلطعمک انی من البین

خودی حائل ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیان سے

جو اپنی زندگی کی آرزو کرتا ہے وہ ہرگز خدا تک نہیں پہنچتا کیونکہ اومن کان میتا جو کوئی مر جاتا ہے یا موت سے فانی ہو جاتا ہے تو اس کو ہم اپنے دیدار سے زندہ کر دیتے ہیں۔ جب وہ مجھ کو دیکھتا ہے تو ایسا زندہ ہوتا ہے کہ پھر کبھی نہیں مرتا۔ من کان میتا

فلحیناہ شاید خواجہ خضر نے ہی آپ حیات پیلے ہے

مردیم ہمہ تشنہ و ہیہات ماخشک لب و تو در آپ حیات
 مرگئے ہم تشنہ لب افسوس ہے آپ حیات میں ترے بہتے ہوئے
 جاں ز تنم تومی برمی مرگ بہانہ در میاں روئے نما و جاں بہر دور بکن بہانہ را
 جان میری تو ہی لے کیوں یہ بہانہ موت کا رُخ دکھا کے جان لے باقی بہانے مت بنا
 بموجب قرآن پاک کے کہ میں تم سے بہت قریب ہوں مگر تم نہیں دیکھتے۔ سخن
 اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

وقتِ مردن اگر مٹ شربت دیدار رسد وچہ شیریں شود آن تلخی جاں کنن من
 مرتے دم گر شربت دیدار مل جائے جاں کنی کی تلخیاں ہوں کس قدر شیریں مجھے
 در شوق تو عاشقاں چیاں جاں بد مند کا بنجا ملک الموت نگنجد ہرگز
 مرتے ہیں ترے عشق میں عشاق کچھ ایسے جس جا ملک الموت کا ممکن نہ گزر ہو

پس جو کوئی موت کے بعد وائے معاملہ کو جان لے تو وہ زندگی کی آرزو کیوں کرے۔

قال

يا غوث الاعظم حجة الخلائق عندى يوم القيامة
الصوم والبكم والعمى وفى نسخة الاصم والابكم
والاعمى ثم التصسر والبكاء وفى القبر كذلك (معناه ظاہر)

فرمایا

اے غوثِ اعظم قیامت کے دن میرے نزدیک خلائق کی محبت بہرا
گونگا اور اندھا ہونا ہے۔ پھر حسرت اور گریہ۔ قبر میں بھی یہی ہوتا ہے
اس کا مطلب ظاہر ہے

قال

يا غوث الاعظم المحبة حجاب بين المحب
والمحبوب فاذا فنى المحب عن المحبة فقد
وصل بالمحبوب (معناه ظاہر)

فرمایا

اے غوثِ اعظم محبت اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ
ہے۔ پس جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے وصل
ہو جاتا یا مل جاتا ہے۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

محبت و محبوب کے درمیان محبت کا پردہ

محبت کا میم احمد واحد کے درمیان ایک پردہ ہے۔ پس احمد میم محبت سے چھٹکارا پا کر خدا سے مل جاتا ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قالب کی صورت ایک پردہ ہے۔ صورت احمد واحد کے درمیان۔ جب قالب سے یہ محمد چھٹکارا پالے تو احمد، احد سے مل جائے پس اسے دوست محبت انسان کا قالب ہے یعنی روح اس کا نور ہے اور اس کا نور و تدیم (لافانی) اپنی محبت سے آدم اور آدمیوں کے قالب کو پیدا کیا ہے۔ محبت روح انسان ہے اور محبوب خدا ہے پس جب روح، قالب سے فنا ہو جاتی ہے یعنی اس دارِ فناء سے نکل جاتی ہے۔ تو خدا تک پہنچ جاتی ہے۔ دارِ بقا کو پہنچ جاتی ہے۔ قطرہ دریا میں پہنچ جاتا ہے خدا دروح کے درمیان یہی قالب پردہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حکایتِ خدائی ہے کہ ”تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے“ حکایۃ عن اللہ تعالیٰ وجودک حجاب بینی و بینک سے معلوم ہوگا۔

قال:

يا غوث الاعظم رأيت الارواح كلها يترقصون
في قوالهم بعد قولي الست بربكم الى يوم القيامة

من راي:

اے غوثِ اعظم میں نے تمام روحوں کو دیکھا کہ وہ اپنے قابلوں (جسموں)
میں ناچتی ہیں۔ میرے الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کہنے کے
بعد سے روزِ قیامت تک۔

بات

سند صفت تیرا هلا و ای کاتینا مطلقه کاتینا مغل
که لیقا المیرا المکبره استسار لک لک صوبالقرغ

لیف

المیرا المکبره المکبره المکبره المکبره المکبره
المکبره المکبره المکبره المکبره المکبره
المکبره المکبره المکبره المکبره المکبره

الست برکم سے رُوحوں کا رقص

رب تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے ساری رُوحوں کو دیکھا یعنی میں نے خدا کو دیکھا کہ انسان کے جسموں میں ناچتا ہے۔ الست برکم کہنے کے بعد سے قیامت تک غوثِ اعظم رُوحوں کے آئینہ میں سوائے خدا کے (کچھ اور) نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح رئیس و سید قوم فرماتے ہیں کہ میں تیس برس سے خدا سے باتیں کر رہا ہوں اور خلق سمجھتی ہے کہ جنید ہم سے باتیں کرتا ہے۔ اے دوست۔ صاحبِ شریعت انسان کو دیکھتا ہے تو سوائے ہاتھ پاؤں اور قالب کے اس کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جب صاحبِ طریقت دیکھتا ہے تو ظاہری صورت بھی دیکھتا ہے اور سیرتِ باطن بھی دیکھتا ہے۔ جب محقق (صاحبِ حقیقت) دیکھتا ہے تو سوائے نُور کے (جسے تم رُوح کہتے ہو کچھ اور) نہیں دیکھتا۔ جب عارف دیکھتا ہے تو سوائے خدا کے نہیں دیکھتا۔ اسی سے بات کرتا ہے نہ کہ اس کے قالب سے۔ اسی طرح عالمِ میت کے قبر پر کھڑا ہوتا ہے تو قبر کو بھی دیکھتا ہے اور اس کی (اندر کی) ہڈی، صورت و سیرت کو بھی دیکھتا ہے۔ جب محقق دیکھتا ہے تو اگر میتِ جلالی ہے تو جلال کی تجلی اور اگر جمالی ہے تو جمال کی تجلی دیکھتا ہے۔ جب عارف دیکھتا ہے تو نہ صرف رُوح کی صورت کو دیکھتا ہے بلکہ آئینہ میں خدا کی رُوح کو دیکھتا ہے۔ ابھی عاشق کا مقام میں نے نہیں بیان کیا (وہ یہ ہے کہ) عاشق اینٹ مٹی کے نیچے اور ہڈی کے ہر ذرہ کے نیچے اور رُوح میں سوائے معشوق کے نہیں دیکھتا۔ اس جگہ ایک بھید ہے۔ تیرا دیکھنا اور ہے، عاشق کا دیکھنا اور ہے۔

تعمیر و ترمیم کتب

در تعمیر و ترمیم کتب باید توجه داشت که اولاً باید کتب را در مکانی خشک و خنک نگاه داشت تا از رطوبت و آلودگی دور بمانند. ثانیاً باید از استفاده از مواد شیمیایی که به کاغذ آسیب می‌رساند پرهیز کرد. ثالثاً باید از استفاده از چسب‌های نامناسب اجتناب کرد.

در تعمیر و ترمیم کتب باید توجه داشت که اولاً باید کتب را در مکانی خشک و خنک نگاه داشت تا از رطوبت و آلودگی دور بمانند. ثانیاً باید از استفاده از مواد شیمیایی که به کاغذ آسیب می‌رساند پرهیز کرد. ثالثاً باید از استفاده از چسب‌های نامناسب اجتناب کرد.

در تعمیر و ترمیم کتب باید توجه داشت که اولاً باید کتب را در مکانی خشک و خنک نگاه داشت تا از رطوبت و آلودگی دور بمانند. ثانیاً باید از استفاده از مواد شیمیایی که به کاغذ آسیب می‌رساند پرهیز کرد. ثالثاً باید از استفاده از چسب‌های نامناسب اجتناب کرد.

در تعمیر و ترمیم کتب باید توجه داشت که اولاً باید کتب را در مکانی خشک و خنک نگاه داشت تا از رطوبت و آلودگی دور بمانند. ثانیاً باید از استفاده از مواد شیمیایی که به کاغذ آسیب می‌رساند پرهیز کرد. ثالثاً باید از استفاده از چسب‌های نامناسب اجتناب کرد.

در تعمیر و ترمیم کتب باید توجه داشت که اولاً باید کتب را در مکانی خشک و خنک نگاه داشت تا از رطوبت و آلودگی دور بمانند. ثانیاً باید از استفاده از مواد شیمیایی که به کاغذ آسیب می‌رساند پرهیز کرد. ثالثاً باید از استفاده از چسب‌های نامناسب اجتناب کرد.

رأيت الله تعالى !

وقال لي:

يا غوث الاعظم من سألني عن الروية بعد العلم
فهو محجوب بعلم الروية ومن ظن الروية
غير العلم فهو مغرور بروية الحق سبحانه تعالى

میں نے اللہ رب العزت کو دیکھا:

اس نے مجھ سے کہا:

اے غوثِ اعظم جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے
تو وہ علم رویت سے محجوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق
صرف گمان و قیاس کیا تو وہ رویت حق تعالیٰ کے بارے میں دھوکا کھا

رہا ہے۔

۱
در باب عاقبت اشیاء

در باب اول

الحق المبدی بقدر ما ان یخبر بالسنه مطلقه کما ان یخبر فی
مستویها ان یخبر مع تیره ما اعلیٰ به و بحیثیه
و انما لیس من صفاتیه و یخبر به و یخبر به و یخبر به

در باب اثبات سبب غیری

در باب اول

در باب اول
در باب اول
در باب اول
در باب اول

علم کے بعد دیدار

فرمایا کہ اے غوث اپنے گوش جان سے سنو کہ خدا کے دیدار کی بہت سی مثالیں ہیں۔
 کیونکہ رویت اللہ فی المنام جائزہ (اللہ کو خواب میں دیکھنا جائز ہے) یعنی مرید اپنے
 پیر کی جان میں خدا کو دیکھتے ہیں یہ بھی جائز ہے مگر وہ جو کہ بہشت میں دیکھتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ
 ہی بہتر جانتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم کما
 ترون القمر لیلۃ البدر۔

فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اپنے رب کو عنقریب دیکھو گے
 جس طرح کہ چاند کو شب بدر میں۔

یہ مثال اس دنیا کی ہے جو خواب میں دیکھے تو وہ دیکھنے والا ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا جو اپنے
 دل میں دیکھتا ہے تو رب العزت کے حکم سے دل میں ایک دریچہ سا کھل جاتا ہے۔ پھر وہ بندہ
 کے دل کے آئینہ میں حکمتا ہے۔ مومن جب دل پر نظر کرتا ہے تو اپنے خدا کو دیکھتا ہے۔ جب
 متقی، زاہد و صالح دیکھتا ہے تو ایسی صورت میں دیکھتا ہے جو صالح (نیک) ہو کہ مصلیٰ کا ندھے
 پر، تسبیح ہاتھ میں، چو گوشہ ٹوپی سر پر، تمام انوار صفائی کے ساتھ۔ قربت و مجاوری میں ایک عورت
 کی طرح پار سا مخدرہ، چھپی ہوئی۔ کمال عورت کے ساتھ شرمیلی اور پوشیدگی حجاب میں اس کا
 پوشیدہ کام سجدہ کرنا، تسبیح پڑھنا اور مصلے پر بیٹھ کر ورد کرنا ہوتا ہے۔ اب حیل کے نقاب کو
 چہرہ سے اٹھا کر متجلی کا نظارہ کر، تو سوائے آہ آہ کے (اور کچھ) نہ ہوگا۔ اس موقع پر
 محمد مبینی کا یہ کہنا ہے، توجہ سے سنو کہ میرا مقصود مجھ ہی میں ہے۔

درمیکدہ ساقی شو، می درکش و باقی شو جو یائے عراقی شو کوراہم اودیدیم

میکدہ میں بن کے ساتی خوب پی اور نذرہ
 جتجو میں رہ عراقی کے کہ سب کچھ ہے وہی
 ایک لمحہ صفائی سے ننگہ کن
 بین عکس جمال روتے یارے
 نظر کر صفائی پے کے ذرا
 کہ عکس جمال رخ یار ہے
 بر لوج و جو دنیا بت نقشے
 جز صورت نفس نگارے
 تیرے لوج دل پر نہیں کچھ لکھا
 مگر یہ کہ عکس رخ یار ہے
 شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہی معاملہ تھا آپ نے بتایا کہ
 رأیت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورة وضع ید یدہ
 علی کتفی فوجدت بردا ناملہ فی قلبی۔
 میں نے اپنے رب کو شب معراج میں نہایت حسین صورت میں دیکھا
 اس نے میرے کاٹھے پر ہاتھ رکھا تو اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک میرے دل میں
 محسوس ہوئی۔

دوسری یہ کہ :

رأیت ربی لیلۃ المعراج فی صورة امرد شاب ققط
 میں نے شب معراج اپنے رب کو دیکھا بصورت نوجوان بے ریش
 اور گھنگھر والا۔

دیکھنے کے بڑے مرتبے یہی دو ہیں باقی اس کے طفیلی ہیں یہ سوال کہ لایری اللہ غیر اللہ۔
 (غیر خدا، خدا کو نہیں دیکھتا) تو پھر غوث نے کیسے کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا
 جواب یہ ہے کہ حضرت محی الدین غوثؒ کے یہ گیارہ خطاب ہیں۔ سلطان، سید، مخدوم،
 پادشاہ، فقیر، درویش، ولی، عزیز، مولانا، شیخ، خواجہ۔ اس سلطان
 نے اپنے تمام حجابات سے ماسوی اللہ کا پردہ اٹھا دیا۔ غوث کو خدا کے ساتھ اس طرح
 سمجھو۔ وهو الان مع اللہ کہو فی الانزل (وہ خدا کے ساتھ ہر وقت ایسے ہی ہیں جیسے انزل

میں تھے) یعنی فی الكنز المخفی جیسے (پوشیدہ خزانے میں تھے) غوث
 سیدزماں ہیں، بادشاہِ عالم ہیں، درویشِ کامل، شیخِ یحییٰ و میمیت ہیں۔ خواجہ کونین، سلطانِ سبلا
 اور بادشاہِ ولایت ہیں مگر الفقر فخری کے (محافظ سے) غریب ہیں۔ محی الدین ولی اللہ
 ہیں۔ ایسے ولی کہ هو الفانی فی اللہ والباقی باللہ والظاهر باسمائہ وبصفاتہ
 (وہ اللہ میں فانی، اللہ کے ساتھ باقی۔ اس کے ناموں اور صفات کے ساتھ ظاہر ہیں) حضرت
 غوثؒ تخلقوا بلخلاق اللہ (اخلاقِ خدا سے متصف ہیں) لیکن بروئے شرع پوشیدہ
 ہیں اس لئے فرطتے ہیں کہ میں نے پروردگار کو دیکھا۔ اسے دوست، عارفِ خدائے عزوجل
 کو دیکھتے ہیں پھر اس کی خبر مریدوں اور بھائیوں کو دیتے ہیں۔ بعض (خدا کو) ایسے لڑکوں کی
 صورت میں دیکھتے ہیں جو چاند کی طرح (حسین) ہوں۔ بقول ایاکم والنظر علی الامارد
 فان لهم لونا کلون اللہ (نوجوان لڑکوں پر نظر کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کا رنگ
 اللہ کے رنگ کی مانند ہے) یہ پیروں کی تربیت مریدوں کے لئے ہے۔ عارف وہ ہے
 جو ہر ذرہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔ یعنی محیط دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اور جس نے اس
 دنیا میں نہیں دیکھا، اُس دنیا میں کیسے دیکھے اور پہچانے۔

من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی واضل سبیلاً

جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔

کاہری مطلب ہے۔ بعض عارف کہتے ہیں کہ بامِ کعبہ پر یا اس کے اجزا میں خدائے تعالیٰ کی انہوں
 نے زیارت کی۔ اُس نے مجھے جُعبہ و دستار پہنائے۔ پھر اسی بازیدؒ نے خوب پتہ بتایا کہ میں نے
 اس کو بالکل حقیقت کے حق میں دیکھا اور پھر کعبہ کی دیوار میں اس کے سوا اور کچھ نہ دیکھا لایکون
 مع اللہ غیر اللہ بقول (اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں رہتا) اس سے بھی بڑھ کر ایک بات
 کہتا ہوں گوشِ جان سے سُنو عاشقِ حسین محبوب کے آئینہ میں اللہ کا جمال دیکھتا ہے۔
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جب زینب (زید کی عورت) کو دیکھا تو فرمایا: اللہم ثبت

قلبی اللہ مثبت قلبی اللہ مثبت قلبی (اللہ! میرے دل کو ثابت و قائم رکھ۔ اللہ! میرے دل کو ثابت رکھ۔ اللہ! میرے دل کو ثابت رکھ۔) تین بار فرمایا۔ اس سردار عاشق نے فرمایا۔ وہ جو کچھ شب معراج میں حسین صورت میں دیکھا۔ وہی زینب کے آئینہ میں عجزہ کرنا ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اللہ مثبت قلبی یعنی میرے رب، میرے دل کو زینب کے دیکھنے پر ثابت رکھ۔ یعنی جو جمال و کمال اس چہرہ میں دکھائی دیا اس پر میں عاشق ہو گیا۔ اس کو میرے دل سے دُور نہ کر۔ لیکن چونکہ

لا يتجلى الله في صورة مرتين من الازل الى الابد

اللہ کسی صورت میں دو مرتبہ تجلی نہیں کرتا ازل سے ابد تک؛

اسی لئے ہمیشہ حُزن و بُکا کرنے والے اس کو نکاح میں لاتے ہیں۔ اللہ تم پر اور ہم پر یہ دروازہ کھول دے۔ اب سُنو! رئیس طائفہ، سید قوم نے اپنے آپ میں اس کو دیکھا تو فرمایا: لیس فی جبتی سوا اللہ (میرے حُجبتہ میں سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے) چونکہ سب (رنگ) اس رنگ میں جذب ہو گئے تو اپنے رنگ کو اپنے حُجبتہ میں نہیں پایا۔ غوث پاکؒ کا دیکھنا تو اس سے بھی بالاتر ہے کیونکہ دیکھا اور چھپا لیا اور تکمیل کو پہنچا کر شرع میں چھپا لیا۔ اس جگہ بھی کہنے والا وہی ہے جس نے درخت میں سے کہا تھا۔ اب غوثؒ میں سے کہتا ہے انہیں کا حق ہے جو کہا گیا کہ بی ينطق "وہ مجھ ہی سے بات کرتا ہے"۔ اس طرح الحق ينطق على لسان عمر۔ "حق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے بولتا ہے" فرمایا گیا۔

فرمایا کہ اُسے غوث، کوئی میری رویت کے متعلق سوال کرے اس علم کے بعد کہ

العالم هو الحق المتجلى فلا يكون مع الله غير الله

عالم حق کا ظہور ہے۔ پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا۔؛

یعنی جو کچھ علم یقین میں جانتا تھا، اسے معلوم نہ تھا کہ معنوی یا صوری موت کے بعد بھی اسی طرح ہوگا۔ تم نے نہیں سنا جب تک ارنی (مجھے دکھائی دے) والی بات میں غیریت

تھی تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جواب سُنتا رہا۔ جس نے گمان کیا میری رویت کا یہ اس کا علم ہے۔ اور
 معرفت میں رب العالمین کی رویت تو کچھ اور معلوم ہوگی۔ ۵

شب با تو غنودم، نذاستم کہ توئی

روزم بکنارتو بودم، نذاستم کہ توئی

رات سویا ساتھ تیرے پر نہ جانا تجھ کو میں

اور رہا پہلو میں دن بھر پر نہ جانا تجھ کو میں

قال:

يا غوث الاعظم من راني استغنى عن السؤال
ومن لم يرني فلا ينفعه السؤال وهو محبوب بالمقابل

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم جس نے مجھے دیکھا وہ سوال کرنے سے بے نیاز ہو گیا۔
اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال کرنے سے اُس کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو اپنے
مقابل سے پردہ میں ہے۔

قال لی:

يا غوث الاعظم لا الفت ولا نعمت في الجنان
بعد ظهوری فیہا ولا وحشت ولا حرقة في النيران
بعد خطابي لاهلها (معناه ظاہر)

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم جنت میں میرے ظہور کے بعد اُفت و نعمت
نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوزخ میں اس کے رہنے والوں سے میرے خطاب
کے بعد وحشت و جلن دُور ہوگی۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

قال:

والسوار يفر وعسى ان يزل منه حلقه كما ان يفلو
بذالك ان يجره من الامسا الخفيفه كما ان يجره

البيت

عاشق يفتن حبيباً له لا يراه في غير الحرام
يحب في غير الحرام ان يفتن حبيباً له لا يراه في غير الحرام
- حبيب و غير حبيب -

بإشارة:

والسوار يفتن حبيباً له لا يراه في غير الحرام
يحب في غير الحرام ان يفتن حبيباً له لا يراه في غير الحرام
(سورة النجم) لعله كان المقصود

البيت

شاعر تنفأ عن حبك في غير الحرام
بإشارة حبيباً له لا يراه في غير الحرام
- حبيب و غير حبيب -

دیدار کے بعد سوال سے بے پروائی

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یعنی کسی کے آئینہ رُوح میں میرے پرتو کی پچھائیں پیدا ہوتی یا اُس نے دیکھا، ہر حال میں سوال 'رَبِّ ارْنی' سے بے نیاز ہو گیا اور جس نے اپنی رُوح کے آئینہ میں مجھے نہیں دیکھا وہ کتنا ہی 'ارنی، ارنی' کہے کوئی سُود مند نہ ہو گا۔ وہ تو گفتاً ارنی سے ہمیشہ محجوب رہے گا۔

ظہورِ باری کج بعدِ جنت میں اُلفت اور خطابِ باری کج بعدِ دوزخ میں حشوت

اللہ تعالیٰ کی رویت عاشقوں کی جنت ہے۔ جس وقت خود کو خدا میں دیکھیں۔ (وہی ان کی) جنت و اُلفت ہے جب فرمان ہو گا کہ *المرئوالی ربک* (کیا تم نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا) یعنی کیا اس کی طرف تو نہیں دیکھتا کہ تجھ میں یہ پرتو اسی سے پیدا ہوا ہے تو بیشک اُسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن رات میں ستر بار اس کی طرف رجوع ہوتے تھے ایسے وقت جو اُلفت و نعمت اور خوشی کہ 'انا الحق' یا 'سجانی' کہنے میں ہے چلی جاتی ہے۔ اس وقت پھر سے مسلمان ہونا پڑتا ہے۔ حضرت بایزیدؒ نے مرتے وقت خدا کو کھلی آنکھ سے بے مثال و بے بیان دیکھا تو جیسا سمجھتے تھے (اپنے پردہ حجاب سے) اس سے بھی ماورا پایا تو کہا کہ

فانا لیومرکافر محجوسی اقطع زناری واقول اشہد ان لا الہ الا اللہ

محمد الرسول اللہ

میں آج تک کافر و مجوسی تھا۔ اب زنا توڑ دیتا ہوں اور کہتا ہوں : اشہد

ان لا اله الا الله محمد الرسول الله (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اے دوست رویت المعشوق هو الجنة رویت معشوق ہی جنت ہے۔ جب عاشق اپنے معشوق کو دیکھتا ہے تو کسوت معشوق میں ہو جاتا ہے یہی جنت ہے۔

یہی جنت ہے۔ جب ذات عاشق میں عشق پیدا ہو جاتا ہے، ایسا عشق کہ جس کی صورت ہونہ معنی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت و معنی میں نہیں سماتا۔ بلکہ ذات عاشق میں بھی چھپ کر دکھائی دیتا ہے۔ معشوق کی یہ رویت مثل ایک بیج کے ہے۔ ذات عاشق کی زمین میں۔ اب بڑا ہو کر

صدیّت کا شجر بن جاتا ہے۔

درنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد در کلبہ گدایاں سلطان چہ کار دارد

صورت پرست غافل معنی چہ داندا فر گویا جمال جانان پنہاں چہ کار دارد

صورت کی تنگیوں میں معنی سمائے کیونکر درویش کے مکان کو سلطان سے کام کیا؟

صورت پرست غافل معنی کو جانے کیونکر اس بیخبر کو حشر جانان سے کام کیا ہے

اس جگہ عاشق کا ڈھانچہ نہیں رہتا جس کو دار پر چڑھا سکیں بلکہ خالص رُوح بن جاتا ہے اس جگہ

عاشق کی رُوح مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور خدا غالب۔ تو اُلفت کہاں رہی۔ بموجب

ارشادِ باری تعالیٰ : واللہ غالب امرہ اللہ اپنے حکم پر غالب ہے اس کا حکم رُوح ہے

بوجوب آیتِ شریفینہ ”کہدو کہ رُوح حکمِ رب ہے“ قل الروح من امر ربی۔

جہنم کی آگ میں وحشت اور سوزش و جلن نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کے بعد

جودہ ان دوزخ والوں سے کہے گا۔ یعنی جن دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالا گیا ہے ان سے (خدا)

خطاب فرمائے گا کہ جو کچھ کیا میں نے کیا۔ جو کچھ کرتا ہوں میں کرتا ہوں۔ یہ میں ہی ہوں جو ظاہر و ظہور میں

تجلی کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں دنیا میں تھا۔ (کیا) اس کو تم نے جانا، دیکھا یا پہچانا اور بعض سے

کہے گا کہ قال احسنو فیہا ولا تکلمون (تم اس دوزخ میں ذلیل بنے رہو اور

مجھ سے کوئی بات نہ کرو) پھر سوزش و جلن اور وحشت یکایک دور ہو جائیگی۔ خطاب کے بعد نارِ جہنم تو نعیم سے مُبَدَّل ہو گئی مگر شوق و فراقِ حق کا درد و عذاب ان کے لئے دائمی رہیگا۔

زاں لذتِ کلامِ جہنم شود نعیم کفار را خبر نبود ز آتشِ جہنم

لیکن ز سوزِ فرقت و شوق و فراقِ حق باشند در عذابِ شدائدِ مدامِ ہم

اس کے میٹھے بول سے دوزخ بھی جنت بن گئی کیا خبر کفار کو دوزخ بھی کیسی آگ ہے

سوز و فرقت سے مگر شوق و فراقِ حق میں ہیں یہ عذابِ دائمی اور دردِ ان کی آگ ہے

نارِ دوزخ ہر گھڑی گلزار بن جائے اور ہر ایک رنگ آمیزی کرے لیکن یہ خاصہ

اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اُمّتی کے

نصیب میں آگ ایسی ہے جیسے سیدنا ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نصیب

میں نارِ نمرود۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا سبب ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نارِ اُمّتی کتصیب

ابراہیم من نارِ نمرود۔

قال:

يا غوث الاعظم -

فقلت:

لبيك يا رب العرش العظيم

فقال لي:

قل لبك يا رب الغوث انا اكرم من كل كريم
وانا ارحم من كل رحيم (الكريم والرحيم معناه ظاهر)

نہ آیا:

اے غوث اعظم،

میں نے کہا:

جی حاضر، اے رب عرش عظیم۔

پھر مجھ سے کہا:

تو کہو، میں حاضر ہوں اے رب غوث، میں ہر کریم سے بڑھ کر اکرم
ہوں اور ہر رحیم سے زیادہ ارحم ہوں (کَرِیم اور رَحِیم کے معنی ظاہر ہیں)

رساله

مکتوبات شومند

متعلقه

بمکتوبات شیخ ابی یوسف ثعلبانی

در رساله

عبدالله بن محمد بن اسماعیل بن ابی یوسف ثعلبانی
در بیان فضیلت ائمه اربعین علیهم السلام و بیان
که هر کس از ایشان را دوست دارد خداوند او را دوست دارد

ببین

نسخه خطی

بکتابخانه

مکتب ائمه اربعین

بکتابخانه

در کتابخانه مکتب ائمه اربعین
بکتابخانه مکتب ائمه اربعین

خدا کی بڑھی ہوئی رحمت اور کریمی

غوث کو صفتِ کریمی اور رحیمی کی خلعت پہناتا ہے۔ یعنی غوث کو بتاتا ہے کہ کریمی و رحیمی صفت ہے جو میں نے تمہیں دی ہے۔

انا اکرم وان ارحم من کل رچیہ
یعنی اولیا کو اگرچہ میں کریم و رحیم کی خلعت عطا کرتا ہوں لیکن میں ان سے زیادہ
اکرم و ارحم ہوں۔

ہاں۔ وہ کہاں اور یہ کہاں ان کو (اس خدا) کی عطا سے یہ (حاصل ہے اور وہ بذاتِ خود قدیم ہے و ہوقائم بذاتہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے۔ اور یہ (اولیاء اللہ) اس (خدا) کی وجہ سے قائم ہیں)۔

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

کتابخانه استاذ کرامت

قال:

يا غوث الاعظم فعندى لاكنوم العوام

توالف

فرمایا:

اے غوث اعظم تو میرے پاس سو جا۔ عوام کی نیند کی طرح نہیں۔
تو توجھے دیکھے گا۔

دکتر

مقام عالی مقام وزارت معارف و اوقاف و صنایع مستظرفه

تفاتی

ایمان

موضوع: درخواست صدور گواهی اشتغال
مدرسین

اللہ کے پاس نیند

فرمایا کہ اے غوثِ اعظم میرے نزدیک سو۔ اس طرح مت سو جیسے عوام سوتے ہیں۔ تو تو مجھے دیکھتا رہے گا۔ میں نے دریافت کیا : فقلت یا رب کیف انام عندک کہ اے رب تیرے پاس کس طرح سوتوں۔ یعنی کیا کروں کیسا کروں اور کس طرح رہوں۔ اے (وہ کہ تو) میری روح کو اپنی صورت میں پرورش کرتا ہے تاکہ میں فی مقعد صدق عند مَلِکِ مَقْتَدِر (خدائے مالک و مقتدر کی سچی بیٹھک) کے بھید کے تخت پر تیرے ساتھ ایک ہو کر سو جاؤں۔ یوں ہوتا ہے سونا النوم مع اللہ کی یہ شان ہے ۔

من مست مے عشقم ہشیار نخواستہم شد

من خفتہ بمعشوقم بیدار نخواستہم شد

عشق کی مے پی گیا ہشیار میں ہوتا نہیں یار سے ہم خواب ہوں بیدار میں ہوتا نہیں اس مراقبہ اور تصویر میں مُرشد بھی وہی (خدا تعالیٰ) ہے ۔

قال لی جئود للجسم عن اللذات وجمود النفس عن الشهوات
وجمود القلب عن الخطرات وجمود الروح عن اللحظات
وفناء ذاتک فی الذات - (معناہ ظاہر)

مجھ سے فرمایا دُور کر دو اپنے جسم سے لذات کو۔ اور نفس کو شہوات سے۔ اور قلب کو خطرات سے اور روح کو لحظات سے۔

اور فنا کر اپنی ذات کو میری ذات میں۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

غوث کو بتاتا ہے کہ میرے نزدیک اس طرح سو جاؤ، کہ مجھے دیکھو۔ اس نیند کو فقیر اختیار کرتا ہے اور بغیر فقیر کے اس جگہ اور کوئی نہیں پہنچتا۔

قالی:

يا غوث الاعظم قل لاصحابك من اراد منكم
صحبتي فعليه باختيار الفقر فاذا تم فقرهم
فلاهم الا انا (معناه ظاهر)

مجھ سے فرمایا

اے غوث اعظم، اپنے دوستوں سے کہہ دو کہ تم میں سے جو کوئی میری
ساتھ داری چاہے تو فقر اختیار کرے۔ جب ان کا فقر پورا ہو جائے تو
وہ نہیں رہتے بجز میرے۔ (معنی ظاہر ہیں)

در بیان

حکایتی است از آنکه در میان کمالی که مطلقه گشت و مفید
به و مفید است اما لفظی که اولی متصل به بیله و ترتیب
(به الفه و لعه) که آنکه امده

در بیان

در بیان آنکه در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه
در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه
در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه در آنکه

خدا کی صحبت و فقر اختیار کرنے سے

اے غوث اپنے دل اور اپنی روح سے کہہ دو کہ اگر تو میرے ساتھ ہنثین چاہے
 فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (مالک مقتدر کی سچی بیٹھک) واے بھید کے تخت پر۔
 تو تمہیں چاہیے کہ فقر اختیار کر دو۔ یعنی میرے پرتو کے عکس سے پرہیز کرو جو تمہاری ذات میں ہے
 اور اپنی ذات کو فنا کر دو۔ یعنی میرے ہی محتاج بنو۔ میرے ہم رنگ ہو کر مجھ سے اتحاد و یگانگت
 کر چکو تو میرے لئے میرے محتاج ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ تم 'میں' ہو جاؤ۔ بالکل معشوق ہو جاؤ تو
 فقیر کا فقر پورا ہوگا۔ اس سے زیادہ صاف نہیں کہتا۔ جو میرا مقصود ہے میں کہہ دیتا ہوں۔ پس
 جب فقیر کا فقر کامل (تمام) ہو جائے تو فقیر کا آئینہ اس سے صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس
 فقر کا نمائندہ یاد کھانے والا میں ہی ہوں۔ کل شیئ ہالک الا وجهہ۔ بجز اس کی ذات
 کے ہر چیز کو فنا ہے۔ یعنی عاشق کی صورت ہلاک و مضمحل ہو جاتی ہے۔ اور جو "وجہ یا صورت"
 ہے یعنی حقیقت عاشق، اس سے کھینچ لی جا کر عشق کی تجلی ہوتی ہے۔ اب نہ عاشق رہتا ہے
 نہ معشوق۔ سب کچھ عشق ہی رہ جاتا ہے۔ صورت رہتی ہے نہ معنی۔ هو الظاہر هو الباطن
 (وہی ظاہر، وہی باطن) نظر آتا ہے۔ اور ایک میں ایک ہو کر اس کا عیش اللہ کے عیش کی طرح
 یقیناً ہو جاتا ہے۔

عیش کعیش اللہ۔

قالی:

ياغوث الاعظم طوبى لك ان كنت رُفَاعِلى بريتى
ثم طوبى لك ان كنت غفور البريتى (معناه ظاهر)

ترجما:

اے غوثِ اعظم تیرے لئے طُوبی ہے اگر تو میری (مخلوق) پر شفقت
کرے اور پھر تیرے لئے طُوبی ہے اگر تو میری (مخلوق) کو معاف کرے
اس کے معنی ظاہر ہیں۔

قال:

ياغوث الاعظم جعلت في النفس طريق الزاهدين
وجعلت في القلب طريق العارفين وجعلت في الروح
طريق الواقفين وجعلت نفسي محل الاسرار۔

ترجما:

اے غوثِ اعظم! میں نے نفس کے اندر زاہدوں کے لئے راستہ بنایا ہے
اور دل کے اندر عارفین کے لئے راہ بنائی ہے اور رُوح کے اندر واقفین کے
لئے راستہ بنایا ہے۔ اور میں نے اپنے آپ کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے۔

بازاء

بازاء لعل في تنان اربلا بطل مفضا ان ومذلي
بذلة لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا

بازاء

بازاء (بازاء) رجب ان اربلا بطل مفضا ان ومذلي
بذلة لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا
بازاء لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا

بازاء

بازاء انما لعل رجب مال مفضا ان ومذلي
بذلة لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا
بازاء لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا

بازاء

بازاء انما لعل رجب مال مفضا ان ومذلي
بذلة لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا
بازاء لعل رجب مال مفضتنان ان اربلا بطل مفضا

زاہد، عارف اور واقف کیلئے نفس اور روح میں راستے

زاہدوں کو بتاتا ہے کہ میں نے نفس میں سے زاہدوں کے لئے راستہ بنا دیا ہے۔ بموجب آیت شریف: ”تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے“ ایسا راستہ کہ جس سے خدا تک پہنچتے ہیں۔ اور اس میں اپنے آپ کو دکھاتا ہے۔ زاہد کو چاہیے کہ اس نفس سے گزر جائے۔ مُراد جسم ہے اور جسم سے اندرونی جسم مُراد ہے جو تیری ہی صورت کل ہے۔ یہ بھی انسان ہی کی طرح ایک مخلوق ہے۔ مگر انسان تیرے نفس ہی کی حقیقت ہے۔ سُنو:

ان فی جسد ابن آدم خلفاً من خلقت اللہ تعالیٰ کہیئۃ الناس
الناس و لیس بالناس۔

ابن آدم کے جسم میں ایک خلق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہیئت میں پیدا کیا ہے۔ دراصل وہ انسان نہیں ہے۔

نفس یہ ظاہری تن نہیں ہے، جس کو جسم کہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ جسد الانسان لیس نفسہ۔ (انسان کا جسم ہی اس کا نفس نہیں ہے) ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے میں تو جسم اور نفس میں کوئی فرق نہیں پاتا۔

میں نے دل میں عارفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔ یعنی عارف کا دل میرا آئینہ ہے :
وجعلت فی القلب طریق العارفين ”میری دو انگلیوں کے درمیان عارفوں کے لئے
ان کے دل میں سے میں نے راستہ بنایا ہے“ یعنی عارف کو خود اس کے دل میں اس (خدا)
نے خود کو دکھایا ہے۔ اذا نظر فیہا تجلی ربہ (جب اس میں دیکھو تو اس کا رب
تجلی کرتا ہے) اس دل سے مُشاہدہ کرنے والا عاشق مُراد ہے۔ کیونکہ جلال و جمال کی کسوٹی
و صورت میں وہی ہے۔ کبھی اپنے جلال کو دیکھنے والے کے ذات کے آئینہ میں دکھاتا ہے

اور کبھی جمال کی بجلی کرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ قلب المؤمن عرش اللہ مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور اسی طرح اللہ کا گھر اور اللہ کا آئینہ اور اللہ کا حرم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ مومنوں کے قلب میں۔ تو نے تو اپنے نفس ہی کو نہیں پہچانا اس کے دل کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔

خبر از کافِ کفر خود نہ داری حقائق ہائے ایماں را چہ دانی
اپنے کافِ کفر کی تجھ کو خبر اب تک نہیں تو حقائق ہائے ایماں کو بھلا کیا جانتا

وجعلت فی الروح طریق الواقفین۔ میں نے روح میں سے اسرارِ الہی کے واقفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔ یعنی روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واقف ہے اس لئے تمام واقفوں کی انتہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب تک صورتِ محمدیؐ کا لباس نہ پہنو تو حضرت صمدیت (خداوند کے دربار) میں نہیں جگہ نہ مل سکے گی۔ یعنی روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے آئینہ میں دیکھو تو مجھے دیکھو۔ کیونکہ احمد تو احد ہی کی صورت میں ہے اور احمد کے معنی ہی احد ہیں۔ آئیہ پاک

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (القرآن)

جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ومن رانی فقد رای اللہ

اور جس نے مجھے دیکھا تو اُس نے اللہ کو دیکھا۔

یہ بات واقفین جانتے ہیں اور عارفین پہچانتے ہیں اور کھوتے ہوئے لوگ پاتے ہیں۔ میوہ کا نقش اور قالب کا نقش (جسمِ ظاہری) روح کی صورت کو کیا جانے اور اس کو کیا پہچانے

تو نقشی نقشبند اں را چہ دانی تو شکلی سپیکر جاں را چہ دانی

نقش ہے تو خود نہ جانے نقشبندی کو کبھی شکل ہے تو سپیکر جاں کو بھلا کیا جانتا

اللہ اللہ، نہ جسم جسم کو جانتا ہے۔ نہ جان جان کو جانتی ہے کہ کیا ہے اور کون ہے۔
 نہ جان را خود خبر است کہ جان چیست
 نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

نہ جان کو خود خبر ہے کہ جان کیا ہے نہ جسم جسم کو جانے کہ جسم کیا ہے
 زاہد، ملکوتی کو کہتے ہیں۔ عارف، جبروتی کو کہتے ہیں اور واقف لاهوتی کو
 کہتے ہیں۔ مگر ہمارا مقصود تو اس جگہ ہے سنو: وجعلت نفسی محل الاسرار زکہ میں نے
 اپنے نفس کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے (یعنی اپنی ذات کے مقام کو، یا میری ذات کے
 تخت کو بھیدوں اور اسرار کا مقام بنایا ہے۔ یعنی میرے بھیدوں کا مقام تیری روح ہے۔
 تیری روح میری صورت ہے اور تیری روح کا معنی میں ہی ہوں۔ جو تیری روح کی کسوت
 و صورت میں ظاہر ہوا ہوں (انسان میرا بھید ہے۔ اور میں اس کا بھید ہوں) الانسان
 سری و اناسرہ ہے

سرسیت دریں صورت زیبا لش نہانی گر رُوے نماید بندان کنڈ استار
 اس صورت زیبا میں ہے ایک بھید چھپا سا ہو جائے وہ ظاہر تو خدا کہنے لگے تو

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

کتابخانه عمومی
موسسه عالی علمی و تحقیقاتی

قال:

يا غوث الاعظم قل لاصحابك اغتصموا دعوة الذا

فانهم عندي وانا عندهم (معناه ظاہر)

ترمایا:

اے غوثِ اعظم، اپنے دوستوں سے کہو کہ فقیروں کی دعا کو غنیمت جانو

کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں۔ اور میں ان کے نزدیک ہوں۔ (اس کے معنی صاف

ہیں) البتہ فقیروں سے مراد امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فقراء ہیں جن کو تم ادیا

کہتے ہو کہ ان کی دعائیں مقبول ہیں کیونکہ وہ رب العالمین کے محبوب ہیں۔

قال:

يا غوث الاعظم انا ماوی كل شی ومسكنة و

منظره والى المصير (معناه ظاہر)

ترمایا:

اے غوثِ اعظم میں ہر چیز کا ماویٰ (جائے پناہ) ہوں۔ اس کے رہنے

کی جگہ ہوں اور اس کا منظر ہوں اور ہر چیز میری طرف ہی پلٹنے والی ہے

اس کے معنی ظاہر ہیں۔

دانش

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دانش را به آنکه در آنجا که علم است

دیدار بلا واسطہ

نصیحت فرمائی ہے غوثِ پاک کو کہ ما زاغ البصر وما طغی (نہ بھپکنے والی اور نہ غلط
بتانے والی آنکھ) کا مذہب اختیار کرے تاکہ مجھے دیکھے اور اس مقام پر آجائے جس کے متعلق
کہا گیا ہے (آیہ شریفہ)

مرد لحنی فذلک فکان قاب قوسین او ادنی
پھر اتنا قریب ہوا اور جھک گیا جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ
اس سے بھی کم۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے کہ تو بھی انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
اپنے جلال و جمال کو دیکھ کر میری ذات کا منتظر رہ۔ تاکہ مجھے بے حجابِ جمال و
جلال دیکھ لے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے۔

مسئله اول

فرض کن که دو مربع از یک جنس باشند
و در آن دو مربع یک ضلع برابر باشد
و در آن دو مربع یک ضلع دیگر برابر باشد

پس آن دو مربع یک جنسند
و در آن دو مربع یک ضلع برابر باشد
و در آن دو مربع یک ضلع دیگر برابر باشد

پس آن دو مربع یک جنسند
و در آن دو مربع یک ضلع برابر باشد
و در آن دو مربع یک ضلع دیگر برابر باشد

قال:

يا غوث الاعظم اهل الجنة مشغولون بالجنة
 واهل النار مشغولون بي .

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم، اہل جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہل دوزخ
 مجھ سے مشغول ہیں۔

برائے

عبدالرحمن بن علی بن محمد بن اسماعیل بن ابی اسحاق بن محمد بن

یونس بن علی بن محمد بن اسماعیل بن ابی اسحاق بن محمد بن

برائے

عبدالرحمن بن علی بن محمد بن اسماعیل بن ابی اسحاق بن محمد بن

یونس بن علی بن محمد بن اسماعیل بن ابی اسحاق بن محمد بن

دوزخیوں اور جنتیوں کے مشغلے

اے غوثِ جنتی لوگ جنت سے مشغول ہیں اور ہوں گے یعنی حور، محل، شہد، دودھ وغیرہ میں مشغول ہیں اور اہل دوزخ مجھے یاد کرتے ہیں۔ دُشواری، تکالیف اور فراقِ بہشت کی وجہ سے۔ اس مشغولی کا مطلب ”یاد کرنا“ ہے واضح ہو گا کہ اس جگہ بہشتی کون ہے۔ وہ جو خُدا کے عزوجل کے پرتو کا عکس خود میں دیکھے۔ اس سے مشغول ہو۔ اور اس کا ہم رنگ ہو کر سمجھتا ہے کہ میں بالکل سب معشوق ہو گیا ہوں۔ لیکن وہ جو اپنے معشوق کی صورت سے مشغول ہو تو (ابھی اس سے) معشوق بہت دُور ہے۔ مجنوں بھی اگرچہ کہتا تھا کہ میں لیلیٰ ہوں مگر لیلیٰ دُور ہی تھی۔ دوزخی اور قیدی کون ہے؟ وہ جو بغیر اپنے پردہ کے اس کو دیکھتا ہے اور بیگانگی کے لئے مُحتاج ہے۔ وہ سوز و نیاز، عجز و انکساری اور نیاز مندی ہے۔ ’فقر کو فخر‘ سمجھ کر اس کو اپنا امام بنا لیا ہے۔ اسی خُدا کے تعالیٰ سے مشغول ہے۔ یہ نیاز میں، وہ ناز میں، یہ افتقار (یعنی مانگنے) میں، وہ استغفار (یعنی بے پروائی میں)، یہ ذلت کی زمین میں، وہ بڑائی کے آسمان میں، دن رات میں ستر مرتبہ اپنی جان اس کے لئے دیتا ہے۔ بلکہ ہر وقت جاں گداز رہتا ہے یا کڑھتا رہتا ہے اور وہ نازنین ناز ہی میں رہتا ہے۔

مراد ہر زمانے جاں گداز سے ہنوز آں نازنین در ناز ناز سے

جاں گدازی میری قسمت ہر گھڑی ناز و بازی میں ہے اب تک نازین

یہ لوگ خُدا کے ساتھ مشغول ہیں۔ اگرچہ فراق کے قید خانہ اور اشتیاق کی آگ میں ہیں۔

قال:

يا غوث الاعظم اهل الجنة تيعودون من النعيم
 كماهل النار تيعودون من الجحيم يا غوث الاعظم
 من شغل بسوائی کان بصاحبه فی النار یوم القیامه

ترایا:

اے غوثِ اعظم جنتی جنت سے پناہ مانگتے ہیں جس طرح دوزخی دوزخ
 سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے غوث جو میرے سوا کسی اور سے مشغول
 ہو گا وہ قیامت کے دن اپنے اس ساتھی کے ساتھ دوزخ میں ہو گا۔
 اس کے معنی ظاہر ہیں۔

یہ سوئی، تیری روح ہے یا اس کے پرتو کا عکس ہے۔ پس قیامت
 کے دن آگ ولے کو بھی اتحاد اور وصال سے علیحدگی رہے گی۔ اس قیامت
 سے مراد موت ہے۔ من مات فقد قامت قیامتہ (جو مر گیا
 اُس کے لئے قیامت آگئی)۔

قال:

يا غوث الاعظم اهل القرب يستغيثون من
 القرب كماهل البعد يستغيثون من البعد -

ترایا:

اے غوثِ اعظم، اہلِ قُربِ قربت سے بھی فریاد کرتے ہیں جس طرح اہلِ بُعد
 (دُوری ولے) دُوری سے فریاد کرتے ہیں۔

بالت

بالت
بالت
بالت

بالت

بالت
بالت
بالت
بالت
بالت
بالت
بالت
بالت
بالت
بالت

بالت

بالت
بالت

بالت

بالت
بالت

اہلِ قرب اور اہلِ بُعد کی فریاد

جس طرح اوپر کہا گیا ہے اہلِ قُرب وہ ہے جو میرے پرتو کا ہم رنگ ہو گیا ہے وہ شخص جو اس پرتو کا عکس رکھتا ہے اس سے فریاد چاہتا ہے تاکہ بلا حجاب مجھ سے وصال ہو جائے۔ اسی طرح دُوری والے جب مجھ سے مل جانے کی کوئی تدبیر نہیں پاتے تو وہ قالب اور دُنیا کے قید خانے سے فریاد چاہتے ہیں تاکہ اتحاد و وصل کی جنت میں آجائیں مافی الجنۃ احد الا اللہ۔ کیونکہ جنت میں بجز خدا کے اور کوئی نہیں۔ یہ خاص لوگوں کی جنت ہے جن کو تم عشاق کہتے ہو۔

سورة الاحزاب

بسم الله الرحمن الرحيم
 يا ايها الذين آمنوا انصروا الله فانه ينصركم
 ويثبت اقدامكم
 يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين خرجوا من
 دينهم بالغيب وهم يفترون
 يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين خرجوا
 من دينهم بالغيب وهم يفترون
 يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين خرجوا
 من دينهم بالغيب وهم يفترون
 يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين خرجوا
 من دينهم بالغيب وهم يفترون

قال:

يا غوث الاعظم ما بعد عني احد عن
المعاصي وما قرب مني احد من الطاعات
(معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، کوئی شخص گناہ کی وجہ سے مجھ سے دُور نہیں ہوتا۔
اور نہ کوئی شخص طاعت کی وجہ سے مجھ سے قریب ہوتا ہے۔
(اس کے معنی ظاہر ہیں)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

و جعلنا من عباده المخلصين

(بسم الله الرحمن الرحيم)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

و جعلنا من عباده المخلصين

(بسم الله الرحمن الرحيم)

گناہگار کیلئے دوری اور اطاعت گزار کے لئے قربت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ میری عنایت سے ہے۔ نہ نیک عمل کرنے سے میرے نزدیک آسکتا ہے اور نہ گناہ کرنے سے مجھ سے دُور جا پڑتا ہے۔ یعنی طاعت کرنے سے اس کو میں جنت میں پہنچاتا ہوں۔ نعمت پاتا ہے مگر نعمت دینے والا کہاں ہے۔ اس طرح گناہ کرنے سے میں اس کو دوزخ میں ڈالتا ہوں مگر مجھ سے دُور تو نہیں ہوتا۔ اس کے کردار کے بدلہ میں اس کو میں جلاتا بھی ہوں اور جلاتا بھی ہوں۔

لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

نیکی اور بُرائی سے باز رہنے کی طاقت اور قوت سوا خدا کے کسی اور کو نہیں نزدیک کون ہوتا ہے کس لئے ہوتا ہے اور دُور کس سے جا پڑتا ہے اور کس لئے، اور کون دُور کرتا ہے۔ ایک ایک میں ہو کر سب کچھ ایک ہی ہے یہ تم معلوم کر لو گے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين أجمعين
اللهم صل على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين
اللهم صل على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين
اللهم صل على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين أجمعين
اللهم صل على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين
اللهم صل على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين
اللهم صل على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين

قال:

يا غوث الاعظم لو قرب مني احد كان
اهل المعاصي لانهم اصحاب العجز والندم قال
يا غوث الاعظم العجز منبع الانوار والعجب
منبع الظلمات (معناه ظاهر)

ترجما:

اے غوثِ اعظم، مجھ سے اگر کوئی قریب ہے تو وہ گناہ گار ہے کیونکہ
وہ عاجزی اور ندامت والا ہے۔ فرمایا کہ اے غوثِ اعظم عاجزی
انوار کا سرچشمہ ہے اور خود پسندی تاریکیوں کا۔ اس کے معنی صاف ہیں۔
(اس گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس کو میں بیان کروں گا)۔

قال:

يا غوث الاعظم بشر المذنبين بالفضل والكرم
وبشر المعجبين بالعدل والنقم۔

ترجما:

اے غوثِ اعظم، گناہگاروں کو فضل اور مہربانی کی خوشخبری دو اور
مغروروں کو انصاف اور بدلہ کی۔

بات

ما تلتك من كتاب من كتاب الله
فانك تلتها بلسانك
وتحفظها بقلوبك
وتعملها بامركم
تلك اهل الجنة

بات

ما تلتك من كتاب من كتاب الله
فانك تلتها بلسانك
وتحفظها بقلوبك
وتعملها بامركم
تلك اهل الجنة

بات

ما تلتك من كتاب من كتاب الله
فانك تلتها بلسانك
وتحفظها بقلوبك
وتعملها بامركم
تلك اهل الجنة

بات

ما تلتك من كتاب من كتاب الله
فانك تلتها بلسانك
وتحفظها بقلوبك
وتعملها بامركم
تلك اهل الجنة

گناہگار پر فضل اور معاف شدگی کے ساتھ انصاف

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہگاروں کو خوش خبری دو جو گناہگار مومنین ہیں، میرے فضل کی بوجوب :
 ہی امة مذنبۃ واناربت عفور

وہ گناہگار امت ہے، میں معاف کرنے والا ہوں۔

اور خود پسندوں کو خوش خبری دو یعنی کافر کو میرے انصاف اور میرے انتقام و بدلہ کی بوجوب آیۃ شریفہ :

ویل یومئذ للمکذبین (وکذک) ہذہ جہنم

التي كنتم توعدون ط اصلوہا الیوم بما كنتم تكفرون

اس روز مجھلانے والوں کے لئے ویل ہے اور افسوس۔ (اور اسی طرح

یہ آیۃ شریفہ) یہ وہی جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، آج اس

میں گرجاؤ کیونکہ تم کفر کرتے تھے۔

لیکن مقصود یہی جگہ ہے۔ کہتا ہوں سنو۔

کتابخانه کتب خطی در بنیاد ملی

روزنامه کربلا در کربلا
تألیف: سید محمد باقر
تعداد: ۱۰ جلد

تاریخ: ۱۳۰۰
موضوع: تاریخ و جغرافیه
محل نگارش: کربلا

موضوع: (تاریخ و جغرافیه)
تعداد: ۱۰ جلد
محل نگارش: کربلا
تاریخ: ۱۳۰۰
موضوع: تاریخ و جغرافیه
محل نگارش: کربلا

قال:

يا غوث الاعظم اهل الطاعات يذكرون النعيم
 واهل العصيان يذكرون الرحيم قال يا غوث الاعظم
 انا اقرب الى العاصي بعد ما فرغ عن المعاصي وانا
 بعيد عن المطيع بعد ما فرغ عن الطاعات -

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، اہل طاعت جنت کا ذکر کرتے ہیں اور اہل گناہ
 رحمتِ ولے کا ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا اے غوثِ اعظم میں گناہگار کے
 قریب ہوں جبکہ وہ گناہ سے فارغ ہوتا ہے اور میں طاعت گزار سے
 دور ہوں، جبکہ وہ طاعت سے فارغ ہوتا ہے۔ (یہ ظاہر ہے)

برائت

برائت من الذنوب التي لا توجب
 العقاب في الدنيا والآخرة
 كمن قال لا اله الا الله
 وحده لا شريك له
 وحده لا شريك له
 وحده لا شريك له

بين

بين الذنوب التي لا توجب
 العقاب في الدنيا والآخرة
 وبين الذنوب التي توجب
 العقاب في الدنيا والآخرة
 كمن قال لا اله الا الله
 وحده لا شريك له
 وحده لا شريك له
 وحده لا شريك له

گناہگار سے شربت اور اطاعت گزار سے دُور

اے غوث، میں گناہگاروں سے قریب ہوں یعنی اپنے عاشقوں سے۔ عشقِ خدا سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ بندہ خدا پر عاشق ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹا عشق ہے مگر ایسے گناہگاروں کے لئے خداوندِ قدوس قریب ہے۔ وہ گناہ سے فارغ ہو کر یعنی عشق کو پورا کر کے مجھ کو آئینہ کی طرح یگانگت کے طور پر دیکھتے ہیں اور میری دید سے فارغ ہو کر کہتے ہیں: ع

چوں ہمہ معشوق شدم عاشق کیسٹ

جب کہ سب معشوق ہے تو کون عاشق ہے بھلا

اُن شد کہ بیدار تومی بودم شاد از عشق تو پر دلتے خودم نیست کنوں
یہ ہو چکا دیدار سے تیرے میں ہوا شاد اب عشق سے تیرے مجھے پر دا نہیں اپنی
اس حال میں ایسے گناہگار سے قریب ہوں۔ ان کا ظاہر دُور ہی ہے جو برابر یا نیک
لوگ کرتے ہیں۔ جس کو اگر مقرب کرے تو گناہ ہو جائے۔

حسنات الابرار سیئات المتقربین

(بقول) نیکوں کی نیکیاں مُقربین کے لئے بُرائیاں ہیں۔ مُقرب سے مراد سوائے عاشق کے نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیشہ اس کو دیکھتا ہے۔ بلکہ قریب اور ہم رنگ ہو جاتا ہے۔

اے غوث، میں اطاعت گزاروں سے دُور ہوں۔ جبکہ وہ اطاعت سے فارغ ہو جائیں۔ یعنی جب فرمانبرداری کر چکے ہیں۔ موت اور دوسرے مُقابلوں سے فراغت پا کر ان کو جنتِ المآویٰ اور فردوسِ نعیم میں بھیجا جاتا ہے وہ ان نعمتوں سے، حُور و محلات سے، مشغول ہو جاتے ہیں۔ پھر میں کہاں اور وہ کہاں۔ الجنة سبحن العارفين (جنت تو عارفین کا قید خانہ ہے) اگرچہ میں لامکاں اور پردہ نُووانی

سے اپنے جمال اور عظمت و کبریائی کو دکھاتا ہوں۔

اس کے دوسرے معنی، میں گناہگاروں سے قریب ہوں یعنی جو وصال اور یک نگی کے بعد اگر عبودیت یا بندہ پن کو زیادہ سمجھے تو یہ بڑا گناہ ہے۔ بموجب فرمان سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میرے اور تیرے درمیان بجز اس کے کوئی پردہ نہیں کہ میں نے عبودیت اور بندہ پن کو اختیار کیا۔ بات یہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان گناہگاروں کے قریب ہے۔ کیونکہ گناہ خود ایک گنہجی ہے۔

اس کے تیسرے معنی۔ جب کہ معشوق کی فرمانبرداری عاشق نہ کرے تو وہ گناہ ہے۔ یعنی خدا عاشق ہے۔ اور اولیاء گناہگار ان اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معشوق ہیں۔ یہ گناہ ایک ایسا کرشمہ اور ناز ہے جس کو عاشق لوگ جانتے ہیں۔ یہ اولیاء جو معشوقیت کے مقام میں آئے ہیں اور تھے، وہ بوجہ صفت اور یک ذات ہونے سے بالکل وہی (ہو چکے) ہیں۔ اس مقام پر ان کو عاشق کہا جاتا ہے۔

تم نے نہیں سنا کہ اس سرفراز عاشق نے ناز کے ساتھ اپنے ہمراز گیسو دراز جعفر ثانی محمد حسینی سے اس معاملہ میں بتایا کہ عاشق و معشوق اور محبت و محبوب کے درمیان ایک حالت ہوتی ہے جس کے سبب معشوق و محبوب وصل کی جستجو کرتا ہے۔ عاشق ناز اور کرشمہ کرتا ہے۔ بلکہ اعراض و اغماض کرتا ہے۔ ع

ہجران خواہم صنما وصل سخاہم

ترا ہجر چاہوں نہ چاہوں وصال

اس کے چوتھے معنی انا اقرب الی العاصی (میں گناہگار سے قریب ہوں) جس طرح زلیخا کہتی تھی کہ اگرچہ یوسف میرا حکم نہیں مانتے۔ پھر بھی میں یوسف کے بالکل نزدیک ہوں۔ کیونکہ میں عاشق ہوں اور وہ معشوق۔ اس لئے معشوق عاشق کی بندشوں میں نہیں آتا۔ زلیخا کی کسی لونڈیاں تھیں۔ مگر یوسف کی خدمت وہ خود کرتی تھی۔

عشق کی وجہ سے۔ اسی طرح محمود غزنوی کے کسی غلام تھے مگر وہ جب ایاز پر فدا ہوا تو خود
ایاز کا غلام ہو گیا۔ اے دوست، عشق نے اس کو غلامانہ صفت دی۔ ورنہ محمود تو
دراصل غلام نہ تھا۔ یہ عشق کا بھید ہے۔ ایاز نے کہا کہ کوئی خوبی مجھ میں ایسی نہ تھی کہ مجھے
تخت پر بٹھائے۔ اس وقت خود تخت کے نیچے بیٹھتا اور کہتا تھا کہ اے وہ شخص کہ میرے
ذات کے عشق نے تجھ سے مراد پائی اور اے وہ شخص کہ میرے وجود نے تیرے وجود سے
زیبائی پائی یعنی میں تجھ سے اور تو مجھ سے ہے۔ اے دوست ایاز کی طرح محمود کو اور
یوسف کی طرح زلیخا کو اور دوست کی طرح دوست کو جان۔ فرمایا رب نے :

لولاك لما خلقت الافلاك، لولاك لما خلقت الكونين
لولاك لما اظهرت الربوبية وكذلك انا انت
وانت انا وكذلك كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب
رضاك يا محمد وكذلك اقدت ملكي عليك يا محمد -

اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ کونین کو پیدا نہ کرتا۔ ربوبیت
کو ظاہر نہ کرتا۔ اس لئے کہ میں تم اور تم میں ہوں۔ چنانچہ یہ سب
میری رضامندی ڈھونڈتے ہیں اور اے محمد میں تمہاری رضا چاہتا ہوں
اس لئے اے محمد میں نے اپنی املاک تم پر فدا کر دی۔

اس کے پانچویں معنی، ان الله قريب الى العبد ہیں۔ گناہ احمد سے مراد
عشق احمد ہے۔

انا بعيد عن المطيع اذا فرغ من الطاعات - "میں اطاعت گزار سے دور ہوں
جبکہ وہ اطاعت سے فارغ ہو جائے" اس گناہ کا سے مراد احمد مرسل ہیں اور
اطاعت گزار سے ابلیس مراد ہے۔ کیونکہ جو ان مرد تو یہی دو ہیں۔ باقی کو شمار نہیں کیا
جاسکتا۔ جس طرح منصور مغفور نے فرمایا: کسی نے جو ان مردی کی تکمیل نہیں کی۔ بجز محمد مصطفیٰ

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور زبجو۔ ابلیس لعنت اللہ علیہ کے۔ جس طرح بظاہر میں
 اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ خدانے اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کر لیکن باطن میں جس طرح کہ
 یوسف کا معاملہ ہوا کہ نافرمانی کی۔ فرمایا کہ تو اس کو سجدہ نہ کر جس کو میں نے مٹی سے پیدا
 کیا۔ ولا تسجد لغيري اور نہ میرے غیر کو سجدہ کر۔ بیچارے نے اس حکم کے آگے
 سر جھکایا تو اس پر قہر و ملامت کی مار ہوئی۔ اس بیچارہ کو یہ تعجب ہوا کہ اس (خدا)
 نے جو کچھ کہا میں نے کیا، پھر مجھے کیوں راندہ اور نکال دیا گیا۔ اس زیادتی کو تو دیکھو جو مجھ
 غریب پر کی گئی۔ خود ہی کہتا ہے، خود ہی راندتا یا نکال دیتا ہے۔ علماء زمانہ کیا جانیں

قال:

يا غوث الاعظم خلقت العوام فلم يطيقوا انوار
ربهم فجعلت بيني وبينهم حجاب ظلمة
وخلقت الخواص فلم يطيقوا مجاورتي فجعلت
الانوار بيني وبينهم حجابا - (معناه ظاهرا)

ترجما:

اے غوث اعظم، میں نے عوام کو پیدا کیا۔ وہ انوارِ رب (کو برداشت
کرنے) کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے ان کے اور اپنے
درمیان اندھیرے کا پردہ قائم کر دیا۔ میں نے خواص کو پیدا کیا وہ میری
قربت (برداشت کرنے) کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے
میں نے اپنے اور ان کے درمیان روشنیوں یا انوار کا پردہ قائم
کر دیا۔ (اس کے معنی ظاہر ہیں)۔

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين
 والصلاة والسلام على
 سيدنا محمد وآله الطيبين
 الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين
 والصلاة والسلام على
 سيدنا محمد وآله الطيبين
 الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين
 والصلاة والسلام على
 سيدنا محمد وآله الطيبين
 الطاهرين

عوام اور خواص کیلئے اندھیرے اور روشنی کے پردے

میں نے عوام کو پیدا کیا وہ میرے نورِ زیبا کے متحمل نہ تھے اس لئے میں نے ان کے اور اپنے درمیان تاریکی کے پردے بنا دیے یعنی

الاحلاق الذميمة بين العام وبين الله حجاب

بُرائیوں کے شغل میں اتنے ڈوبے ہوتے ہیں کہ سر باہر نہیں نکال سکتے تاکہ پردہ نورانی

تک پہنچیں یعنی اچھے اخلاق تک۔ میں نے خواص کو پیدا کیا، وہ میرے قرب کے متحمل نہ ہوئے تو میں نے روشنی کو اپنے اور ان کے بیچ پردہ بنا دیا۔ اُسے دوست اگر عوام اور خواص کا فرق بیان کروں اور لکھوں تو دفتر چاہیے۔ پھر بھی ایک بات سن لو:

”عوام اہل شریعت ہیں تو خواص اہل طریقت، عوام اہل طریقت ہیں تو خواص اہل حقیقت، عوام اہل حقیقت ہیں تو خواص اہل معرفت، لیکن ہمارا مقصود تو اس سے بھی اونچا ہے۔ کہ عوام عاشق ہیں اور خواص وہ ہیں جو معشوق کے مقام میں ہیں۔ کیونکہ ہر کوئی اسی کو دیکھ کر عاشق و شیدا ہو جاتا ہے اگرچہ نہیں جانتا۔“

میل حنلق مجلہ عالم تا ابد

جز تراچوں دوست نتوان داشتن

سب عالم کا میلان روزِ ابد تک

سوا تیرے کیا دوستی ہو کسی سے

جو جانو تو تیری طرف ہو رہا ہے

تیری بُوہ ان سے شفق ہو رہا ہے

اینما تولوا فثم وجه الله - (تم جس طرف بھی پلٹ جاؤ وہاں اللہ کی ذات ہے۔)

جس کسی سے بھی دوستی کرو حقیقت میں اسی (خدا) سے دوستی ہوگی اور جو کچھ اس کی

قال:

يا غوث الاعظم قل لا صحابك من اراد منكم ان يصل
الي عليه الخروج من كل شئ سواي.

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم، اپنے دوستوں سے کہدو کہ تم میں سے جو کوئی مجھ
سے مل جانا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ میرے سوا ہر چیز سے نکل جائے

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بیت

تا جویان آید که از آن به غایت
و از این شهر که در آن است

بیت

تا از آنجا که در آن است
و از این شهر که در آن است

غیر اللہ سے نکل کر حسد کا وصال

اے غوث کبر و اپنے دوستوں سے، یعنی تمہارے دل، تمہاری روح، تمہارے
 بھید سے کبر و کہ اگر مجھ سے واصل ہو جانا چاہو تو تمہیں چاہیے کہ جو تمہارے اعصنا
 میرے غیبر ہیں اور میری صورت کے مغائر (کچھ اور) ہیں تو ان سے باہر نکل
 آؤ کیونکہ یہ مقتید ہیں اور میں مُطلق ہوں۔ شکل و صورت کی بندش میں ایک ظاہر
 نہیں ہوتا۔ اس لئے مجرد عشق کے مقام پر لانے کے لئے فرماتا ہے کہ اپنے سے
 اور اپنے اخلاق سے باہر آ جاؤ تا کہ مجھ تک پہنچ جاؤ۔ بقول دع نفسك فتعال۔
 (اپنے نفس کو چھوڑ اور میرے پاس آ جاؤ)۔ یعنی جسم کے پھرنے سے باہر آ
 تو مجھ تک پہنچ جائے۔ شاید غوث کو فنا کے مقام سے بقا کے مقام میں
 لانا چاہتا ہے اس لئے یہ نصیحت کرتا ہے۔

قال:

يَا غُرَثَ الْأَعْظَمِ أَخْرِجْ عَنْ عَقْبَةِ الدُّنْيَا
تَصِلْ إِلَى الْآخِرَةِ وَأَخْرِجْ عَنْ عَقْبَةِ الْآخِرَةِ تَصِلْ
إِلَى - يَا غُرَثَ الْأَعْظَمِ أَخْرِجْ عَنْ الْقُلُوبِ
وَالْأَرْوَاحِ ثُمَّ أَخْرِجْ عَنِ الْأَمْرِ وَالْحُكْمِ تَصِلْ إِلَى -

منذ:

اے غُرَثِ اعظم، دنیا کی گھاٹی سے نکل جاؤ تاکہ آخرت سے
مل جاؤ اور آخرت کی گھاٹی سے نکل جاؤ تاکہ مجھ سے مل جاؤ۔ اے
غُرَثِ اعظم، دلوں سے اور ارواح سے باہر نکل آؤ پھر امر اور
حکم سے بھی باہر نکل آؤ۔ تاکہ مجھ سے مل لو۔ اس کے معنی ظاہر ہیں

بات

لیکن حقیقت یہ ہے کہ خالصتہً بات یہ ہے
 کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے
 کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے
 کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے

دلیل

کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے
 کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے
 کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے
 کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ بھی حقیقت ہے

دلوں اور ارواح سے نکل کر حُفّا کا وصال

ناسوت، ملکوت و جبروت، بہشت و دوزخ اور کفر و اسلام سے باہر ہو جاؤ۔ یعنی جو کوئی نامِ خدا کے سوا (کچھ اور) ہے اس سے باہر آ جاؤ۔ یعنی سب سے آنکھیں بند کر لو: ما زاع البصر وما طغى اور نہ چھپکنے والی، نہ غلط بتانے والی آنکھ کا مذہب اختیار کرو، میرے لئے۔ یعنی میرے ہم رنگ ہو جاؤ۔ تخلقوا باخلاق میرے اخلاق اپنے میں سمولو۔ اور میرے اوصاف سے مُتَّصِف ہو جاؤ۔ اس کے بعد کیا ہوگا، معلوم ہو جائے گا۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ خُدا نے کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھے قدس کی جنّت میں داخل کیا اور اپنے ذات سے مجھ سے مخاطب ہوا اور مجھ پر اپنے صفات ظاہر کر دیے۔

ما فعل الله بك؟ قال ادخلني ربي جنة القدس

يخاطبني بذاتى ويكاشفنى بصفاته۔

قال:

يا غوث الاعظم ان لي عبادا سوى الانبياء
 والمرسلين لا يطلع على احوالهم احد من
 اهل الدنيا ولا احد من اهل الآخرة ولا احد
 من اهل الجنة ولا احد من اهل النار ولا ملك
 مقرب ولا نبي مرسل ولا رضوان وما خلقتهم
 للجنة ولا للنار ولا للثواب ولا للعقاب ولا
 للحدود ولا للقصور فطوبى لمن امن بهم وان لم
 يعرفهم يا غوث الاعظم انت منهم وهم
 اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء ومن
 علاماتهم في الدنيا اجسامهم محترقة من
 قلة الطعام والشراب ونفوسهم محترقة عن
 اللحظات وهم اصحاب البقاء المحترقون
 بنور البقاء -

ترجماً:

اے غوثِ اعظم، انبیاء و مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے علاوہ میرے
 (بعض) بندے ایسے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی واقف نہیں خواہ کوئی
 اہل دنیا ہو یا اہل آخرة۔ اہل جنت ہو یا اہل دوزخ۔ مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل
 یا رضوان۔ وہ ایسے بندے ہیں جن کو نہ تو جنت و دوزخ کے لئے پیدا کیا گیا نہ
 ثواب عذاب کی خاطر اور نہ حور و قصور کی خاطر پیدا کیا گیا۔ پس خوشی ہے
 ان کے لئے جو ایمان لائیں ان پر۔ اگرچہ وہ پہچانے نہیں۔ اے غوثِ اعظم

اصحابِ بقا اور دیدارِ نور

ان کی تعریف خود بیان کرتا ہے اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا ہم
ان کی تعریف کرنے سے اور ان کی پہچان سے قاصر و عاجز ہیں ان کے دیدار کے لئے
ہم شائق ہیں۔ وہ حُدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں جیسے ۔

بادوست یکے اند چو جاں در تن مردم

گرنیک بہ بینی بحقیقت تو ہمانند

دوست سے ایسے ملے ہیں جیسے تن میں جان ہے

غور سے دیکھو تو جانو فی الحقیقت ہیں وہی

یہ لوگ اللہ کے ناموں اور صفات سے ظاہر ہیں۔ ان کا نشانی

خود اسی نے بتلا دی ہے میں اس سے بڑھ کر کیا کہوں۔ عالم زیر و زبر (نیچے
اوپر) ہو جائے گا

بفرايد و در القاب لجران

بدرست است

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

بدرست است و در القاب لجران

قال:

يا غوث الاعظم اذا جاءك العطشان في يوم
شديد الحروانت صاحب الماء البارد وليس
لك حاجة الماء فلو كنت تمنعه فانت اجل
الاجلین فكيف امنعهم رحمتی وانا شهدت
على نفسی بانی ارحم الراحمین -

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم جب تمہارے پاس پیاسے لوگ آئیں ایسے دن کہ
شدید گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو۔ اور تم کو پانی کی ضرورت
نہ ہو تو اگر تم نے (یہ پانی دینے سے) انکار کیا تو تم سب بخیلوں سے
بڑھ کر بخیل ہو گے۔ لہذا ان کو میں اپنی رحمت سے کس طرح باز رکھوں گا
در حالیکہ میں نے اپنی نسبت گواہی دی ہے کہ میں سب سے زیادہ رحم کرنے
والا ہوں۔

برائے

حضرت مولانا صاحب دہلی
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب

میں

مولانا صاحب دہلی
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب
 صاحب کتب خانہ مولانا صاحب

ٹھنڈے پانی کے پیتا

اس سے میرا جو مقصود ہے، کہتا ہوں، گوشن جان سے منور۔ حکم دیتا ہے غوث کو کہ جب تمہارے پاس میرے دیدار کے پیتے آئیں وہ جنہوں نے روح کو میری دید کے لئے پیسا بنا رکھا ہے۔ یعنی انوارِ جلال و جمال اور کشفِ غیب سے اپنی روح کی آنکھ بند کر رکھی ہو۔ وہ جنہوں نے میرا مراقبہ کیا ہو اور میرے لقا یا ملنے کے معتظر ہوں اور وہ جو فرقت کے قید خانہ میں ہوں مگر مجھ سے نہ مل سکتے ہوں بلکہ انتہائی پیاس کی وجہ سے تمہارے پاس وصل کی شراب پینے آئے ہوں کیونکہ تم ٹھنڈے پانی والے ہو۔ (تو ان کی مقصد براری کرو) ٹھنڈے پانی سے مراد کلام اللہ کی شراب والا آبِ حیات ہے۔ بلکہ لقاے خداوندی کا جمال مراد ہے۔ اے غوثِ اعظم ہم نے تمہیں ایسا بنایا ہے کہ آنکھ جھپکنے میں طالب کو مجھ تک پہنچا سکتے ہو تو میرے طالبوں کو اصل حق کر دو۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح بنو۔ بقول :

یاد اودا اذا رایت لی طالباً فکن لہ خادمہ

اے داؤد جب تم میرے طالب کو دیکھو تو اس کے خادم بن جاؤ

تم کو اگرچہ وصل کی حاجت نہیں کیونکہ فراق و وصال (کی منزل) سے تم بالاتر ہو اور تمہارا معاملہ اتنا بلند ہو چکا ہے کہ میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پس اگر تم نے طالب کو میری طلب سے منع کیا، یعنی اس کو شراب نہ پلائی تو تم سب سے بڑھ کر بخیل ہو جاؤ گے تم میں جو کچھ ہے وہ طالبوں کو بناؤ۔ جس طرح کہ اس عاشق سرفراز، باناز بے انباز بے نیاز، ہمراز گیسو دراز کو فرمایا :

در چشم من در آید و در و در نگرید

آجا میری آنکھوں میں اور اس میں ذرا دیکھ

تُم بھی ان پر توجہ ڈالو۔ تاکہ وہ تمہارے ہم رنگ ہو جائیں اور اس چیز سے جو تم میں ہے
عاشقوں کے حق میں فرمایا کیف امنعمہم ورحمتی (میری رحمت سے کیونکر منع
کروں)۔ عاشقوں کو میرا جمال دیکھنے سے کیوں روکوں۔

شہادت علی نفسی بانى ارحم الراحمین

در حالیکہ میں نے گواہی دی اپنے نفس پر کہ میں ارحم الراحمین ہوں

اس بات کی گواہی کہ میں رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔
رحم کرنے والوں سے مراد اولیاء اللہ ہیں یعنی میرے اولیاء میری رحمت کی صفت سے
مُتَّصِف ہیں۔ میری نعمت کو، میری خلعت کو، بلکہ میرے معنی کو، اپنی جان میں
سمولیتے ہیں۔ میں ان سب سے بڑھ کر رحم والا ہوں۔ یعنی وہ جو کچھ کرتے ہیں میرے
طفیل سے کرتے ہیں۔ اور جو کچھ میں کرتا ہوں، میں کرتا ہوں۔ مُرید اپنے پیر کی رُوح سے
ایک نصیب یا حصہ پاتے ہیں اور میرے عاشق میری ذات میں سے نصیب و حصہ پاتے
ہیں۔ وہ کہاں اور میں کہاں۔ اپنے آپ سے اپنے لئے ہوں۔ وہ میرے لئے مجھ تک
پہنچے ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ آیہ شریف :

سنریہم اياتنا فى الافاق وفى انفسهم حتى يتبين

لهم انه الحق ط الا انهم فى حرية من لقاء ربهم

ہم ان کو قریب میں اپنی نشانیاں بتاتے ہیں جو آفاق میں ہیں اور ان کے

نفسوں میں ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر حقیقت و حق ظاہر ہو جائے۔ آگاہ ہو

یقیناً وہ اپنے رب کی ملاقات میں شبہ رکھتے ہیں۔

یک ذرہ عنایت تو اے بندہ نواز بہتر زہزار سالہ تسبیح و نماز

ہزار سال کے ذکر و نماز سے بہتر تری نگہ کا کرشمہ ہے میرے بندہ نواز

قال:

يا غوث الاعظم اهل المعاصي محبوبون
بالمعاصي واهل الطاعات بالطاعات ولى
وداءهم قوم اخرون ليس لهم عن المعاصي
ولا هم الطاعات -

فرمایا:

اے غوثِ اعظم گنہگار اپنے گناہ کے باعث محبوب ہیں اور اطاعت
گزار اپنی اطاعت سے حجاب میں ہیں۔ اور میرا ایک اور گروہ ہے جو
ان سے اُد پر ہے جن کو نہ گناہ کا غم ہے نہ طاعت کی فکر۔
پس اے غوثِ اعظم اس سے ملنے کے لئے پوچھتے ہیں کہ کس
طریقہ سے میں تجھ سے مل سکتا ہوں۔ کونسا ملنا بہتر ہے اور تیری طرف
زیادہ نزدیک ہے۔

فقلت:

يا ربى اى الصلوة اقرب اليك؟ قال الصلوة التى
ليس فيها سوى والمصلى غائب عنها -

میں نے کہا:

اے رب کونسی نماز تجھ سے قریب تر ہے۔ جواب ارشاد فرمایا
کہ وہ نماز جس میں سوائے میرے اور (کوئی غیر) نہ ہو اور نماز
پڑھنے والا اس نماز سے غائب ہو۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل العلم نوراً يضيء
القلوب والنفوس الطيبات
والمعرفة نوراً يزيل
الظلمة والجهل
والمحكمة نوراً يبين
الحق والباطل
والمعاليق نوراً يرفع
الروح والبدن
والمجاهدين نوراً يثقل
الكرسى والعرس
والمؤمنين نوراً يجمع
بين الدنيا والآخرة
والمجاهدين نوراً يثقل
الكرسى والعرس
والمؤمنين نوراً يجمع
بين الدنيا والآخرة

الحمد لله الذي جعل العلم نوراً يضيء
القلوب والنفوس الطيبات
والمعرفة نوراً يزيل
الظلمة والجهل
والمحكمة نوراً يبين
الحق والباطل
والمعاليق نوراً يرفع
الروح والبدن
والمجاهدين نوراً يثقل
الكرسى والعرس
والمؤمنين نوراً يجمع
بين الدنيا والآخرة
والمجاهدين نوراً يثقل
الكرسى والعرس
والمؤمنين نوراً يجمع
بين الدنيا والآخرة

الحمد لله الذي جعل العلم نوراً يضيء
القلوب والنفوس الطيبات
والمعرفة نوراً يزيل
الظلمة والجهل
والمحكمة نوراً يبين
الحق والباطل
والمعاليق نوراً يرفع
الروح والبدن
والمجاهدين نوراً يثقل
الكرسى والعرس
والمؤمنين نوراً يجمع
بين الدنيا والآخرة
والمجاهدين نوراً يثقل
الكرسى والعرس
والمؤمنين نوراً يجمع
بين الدنيا والآخرة

قُربت کی نماز اور بہتر روزہ

فرماتا ہے کہ وصال اس کو کہتے ہیں کہ اس میں بجز میرے اور کوئی نہ ہو۔ یعنی عاشق و معشوق کے درمیان وصال میں نہ بہشت ہے نہ دوزخ۔ یعنی نہ پردہ جمال ہوگا نہ پردہ جلال۔ نہ معشوق کی صورت کا پردہ نہ عاشق کی صورت کا پردہ۔ سب کچھ عشق ہی ہوگا۔

العشق هو الذات فلا يكون مع الله غير الله ولا يرى الله الا الله ولا سواه۔

عشق تو اسی کی ذات ہے۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا اور اللہ نہیں دیکھتا سوا اللہ کے اور نہیں دیکھتا اپنے غیر کو۔

وہ مقام یہاں حاصل ہوتا ہے۔

تعرفت ای صوم افضل عندك ؟
 پھر میں نے پوچھا کہ کون سا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے ؟
 یعنی اس مذکورہ وصال کے لئے مراقبہ چاہیے یعنی تیرے نزدیک کونسا انتظار بہتر ہے۔ تم نے نہیں سنا۔

الصوم الغيبة عن روية ما دون الله لروية الله
 روزہ کہتے ہیں اللہ کی رویت کے لئے غیر اللہ کی رویت سے
 غائب ہو جانا۔

یہ بھی ظاہر ہے روزہ رکھو اس کی رویت کے لئے۔ صوم رویت کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ ”تیری دید کے لئے جو روزہ رکھتے ہیں وہ کون ہیں؟“ تاکہ میں تیری ذات

افطار کروں۔ بقول (اس کی رویت سے افطار کرو) صوموا برویة وافطروا برویت (اس کی رویت سے روزہ رکھو اور اس کی رویت سے افطار کرو)۔
یہ قول عارفوں کے حق میں ہے۔ جواب ارشاد فرمایا:

قال الصوم الذی لیس فیہ سواى والصائم غائب فیہ

روزہ وہ ہے جس میں میرے سوا (اور کوئی) نہ ہو اور روزہ دار اس

میں غائب ہو جائے۔

”اللہ رب العزت نے فرمایا، روزہ اُسے کہتے ہیں کہ اس میں سوا میرے یا میرے
پر تو کے عکس کے (اور کچھ) نہ ہو اور روزہ دار یعنی عاشق میرے عشق کے ظہور

میں غائب ہو جائے۔ یعنی میری ذات کے ظہور میں۔ جاء الحق وزهق

الباطل۔ (حق آگیا اور باطل چلا گیا) کے معنی ہیں جاء العشق وزهق صورة

المعشوق والعاشق۔ عشق آگیا اور معشوق و عاشق کی صورت غائب ہو گئی۔ کیونکہ

المعشوق هو الصفات والعاشق هو الاسماء۔ معشوق اس کی صفات ہیں

اور عاشق اس کے اسماء ہیں۔ اور مجرد عشق کا مقام اسماء و صفات کے عالم سے

اُونچا ہے۔ جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ فراق اور وصال کے حال میں نہیں سماتا۔

تعال العشق عن فهم الرجال وعن وصف فراق الوصال

سمجھ سے آدمی کے عشق تو کچھ اور اُونچا ہے۔ فراق و وصال کے درجہ سے بالا اسکی منزل ہے

تمقلت :

يارب اى عمل افضل عندك قال الاعمال التى
ليس فيها غيرى وسوالى من الجنة والنار و
صاحبها غائب عنها .

پھر میں نے کہا:

اے رب کونسا عمل تیرے نزدیک بہتر ہے۔ فرمایا کہ وہ اعمال
جن میں میرا غیر نہ ہو اور میرے سوا دوزخ و جنت کچھ نہ ہو اور اس عمل کا
کونے والا اس عمل سے غائب ہو یا بے خبر ہو۔

اس سے نیک عمل مراد ہے۔ نیک عمل یہ ہے کہ اس کے لئے
اپنی جان اور مہنتی سے بھی اٹھ جائے اور ہر روز بشری اخلاق کو بدل
دے بلکہ اپنے آپ سے پرہیز کرے۔

سر باز وریں راہ اگر طالب اوی در کوسے خرابات ننگبہ سرد ستار
اس کا طالب ہے تو اس کی راہ میں سر کوکٹا میکدہ میں کس طرح دستار و سر کا ہو گدڑ

تمقلت :

يارب اى البكاء افضل عندك قال بقاء الضالحکین

پھر میں نے کہا:

اے رب تیرے پاس کونسا گریہ افضل ہے۔ فرمایا کہ ہنسنے والوں کا

رونا۔

متممة

من ان الوجود الالهى على غير انفسها ان لم يرد ان يرد
من انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها

بالحق

انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها

انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها

انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها

متممة

من انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها

بالحق

انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها
انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها انفسها

رونا

انبیاء علیہم السلام کا رونا، خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا۔ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو مومنین کی ماں ہیں :
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم الحزن والبكا
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عزن و بکا، رونے اور غم میں رہتے تھے۔
 اولیاء کا رونا بھی اس کے نزدیک افضل ہے۔ کیا تم نے یہ بات نہیں سنی :
 ”اُن کے دل ایسا روتے ہیں کہ آسمان وزمین والے اس کو سنتے ہیں۔“
 رونے کے بعد وہ صحیح حال میں آجاتے ہیں۔ وہ بھی اس کے نزدیک افضل ہے۔

لما

...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...

ثوقلت؛

يارب ای ضحك افضل عندك؟ قال
ضحك الباكين۔

پس میں نے پوچھا:

اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسی ہنسی بہتر ہے؟ فرمایا
کہ رونے والوں کی ہنسی۔

مذہب:

سالم - عالمی مذہب
مذہب عالمی

مذہب:

مذہب عالمی
مذہب عالمی

ہنسنا

فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت کے فقیرِ حجب خوف سے روتے ہیں اور اس کے اجر یا جزا میں میرا جمال و کمال دیکھتے ہیں کہ جس کے پردہ میں نہ حُور ہے نہ مَحَلّات، نہ شہد ہے نہ دودھ، مگر تجلی ربہ ضاحکا اُن کے رب کی ہنستی ہوئی تجلی) تو اُس کی تجلی اور اس کی ہنسی سے ہنستے ہیں۔ ان کا یہ ہنسنا عبادت کی طرح ہے۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہنسی کے متعلق فرمایا کہ :

یا اباذر ضحكهم ومزاحهم تسبیح ونومهم صدقة

اے اباذر، ان کی ہنسی عبادت ہے، ان کا مزاح (دل لگی) تسبیح اور انکی

نیند صدقہ ہے۔

ان کی ہنسی بڑا بھید ہے کہ جو لکھا نہیں جاسکتا۔ پھر بھی کہتا ہوں کہ جب حقیقت مجاز میں ظاہر ہو تو ہنسی آتی ہے۔

حُسنِ خود از رُوتے خوباں آشکارا کردہٗ لپسِ کچشمِ عاشقانِ اُدرا شنہا کردہٗ

چہرہ میں حسینوں کے حسن اپنا دکھایا ہے عشاق کی آنکھوں سے پھر اس کو سراہا ہے

اللہ ہی اللہ ہے، اس کے سوا کوئی نہیں۔ محض دیکھنے کے لئے خود کا حُسن خود اپنے

حسن پر عاشق ہے۔ نہ کوئی عاشق ہے نہ کوئی معشوق، خود ہی خود اپنے لئے ہے۔

تاریخ

در شهر کربلا که در روز شنبه ۱۲۰۴

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

در روز شنبه ۱۲۰۴ در شهر کربلا

ثوقلت:

يارب اى توبة افضل عندك؟ قال توبة المعصومين
ثوقلت يارب اى عصمة افضل عندك؟ فقال
عصمة التائبين.

پھر میں نے پوچھا:

اے رب، تیرے نزدیک کونسی توبہ افضل ہے؟ جواب دیا کہ بیگناہ
بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے پوچھا کہ کونسی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے
فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی بے گناہی۔ اس کے معنی ظاہر ہیں کہ توبہ کرنیوالا
سوائے اللہ کے ہر چیز سے لوٹ آتا ہے۔ پلٹ آتا ہے۔

قال:

ياغوث الاعظم ليس لصاحب العلم عندى
سبيل مع العلم الا بعد انكاره لان ترك العلم عنده
صار شيطانا

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، صاحبِ علم کے لئے میری طرف اس کے علم سے کوئی
راستہ نہیں ہے، مگر جب کہ وہ اس سے انکار کرے۔ (یعنی اس علم کو بھول
جائے) کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے

شماره اول

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعلنا من عباده
الذين آمنوا من جنس واحد
ولم يجعلنا من جنسين
فإننا كنا من جنس واحد
وإننا كنا من جنس واحد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده
الذين آمنوا من جنس واحد
ولم يجعلنا من جنسين
فإننا كنا من جنس واحد
وإننا كنا من جنس واحد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده
الذين آمنوا من جنس واحد
ولم يجعلنا من جنسين
فإننا كنا من جنس واحد
وإننا كنا من جنس واحد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من عباده
الذين آمنوا من جنس واحد
ولم يجعلنا من جنسين
فإننا كنا من جنس واحد
وإننا كنا من جنس واحد

علم

فرمایا کہ اے بڑے فریادگرس غوث۔ سمجھ والے کے نزدیک اس کے لئے کچھ نہیں اور ظاہر میں علم والے کے لئے اس علم ظاہر سے میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں ہے جو کہ محض زبان سے کہتا ہے مگر انکار پاؤں کے بھول جانے کے بعد۔ جو کوئی یہ کہے کہ تو علم نہیں جانتا اس کو سیکھ لے تو کاش اس علم سے وہ اتنا جان لے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ حقیقی معشوق سیپی میں ایک موتی ہے۔ یہ سیپی دریائے وحدت میں ہے اور علم کو ساحل کا راستہ نہیں ملتا تو عالم دریائے وحدت کی گہرائی میں کیونکر پہنچے سیپی کے نزدیک کون جائے اور حقیقت کا موتی اُن کے ہاتھ کیونکر لگے۔

لا یندرک العلم عندہ مار شیطانا۔

یعنی اس نادانی و جہالت سے علم لدنی حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس علم کو چھوڑ دے یعنی جو علم لدنی حاصل ہوا ہے اس پر عمل نہ کرے تو مردود پھٹکارا ہوا شیطان ہو جائے۔

جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہر تھا اس علم نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ جب اس کو بھول گئے اور حضرت خضر کی خدمت گزاری اختیار کی تو دیکھا کہ خضر علم لدنی پر عمل کرتے ہیں۔ موسیٰ صبر نہ کر سکے۔ جس طرح مشہور ہے کہ ہر تینوں موقعوں پر خضر نے فرمایا کہ انک لون تستطیع معی صبرا۔ "میرے ساتھ تم تحمل اور صبر نہیں کر سکتے۔" آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ہذا فرات بینی و بینک۔ "یہ لو، تم میں اور مجھ میں جدائی پیدا ہو گئی۔"

دوسرے معنی: اس علم سے مراد یہ ہے کہ عالم وہ ہے جس پر حق مُتجلی ہو۔
 بجہاں خرم از انم کہ جہاں خرم از دست عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از دست۔

دُنیا سے یوں خوش ہوں کہ دُنیا ہے خوش اس سے عاشق ہوں سب عالم یہ کہ عالم ہے اسی سے
 اس علم سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ عین یقین سے حق الیقین کے درجہ میں
 نہ آجاؤ۔ العالمون محجوبون بعلمہم ”عالم اپنے علم کے باعث حجاب میں ہیں۔“
 کے معنی یہی ہیں۔ پھر اگر اس علم کو چھوڑ دو، شیطان ہو جاؤ گے۔ یعنی فراق بھگتنا ہوگا اس جگہ
 مُرشدِ کامل کی ضرورت ہے اس علم کو اگر کوئی ملنے والا ہے تو وہ یا تو شاہد پرست ہوگا یا
 بُت پرست ہوگا، تاکہ خُدا پرست ہو جائے۔ کُفر کا زنا راسی جگہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان
 محض ہو جائے مشہور بات ہے کہ جب تک دوزخ پر سے گذر نہ ہو بہشت تک
 نہ پہنچے اور جب بہشت پر سے نہ گذرے خُدا تک نہ پہنچے۔ عالم جب تک عاشق
 نہ ہو خُدا تک نہ پہنچ سکے، یعنی بغیر عشق کے کوئی خُدا تک نہیں پہنچتا۔

قال الغوث الاعظم:

رايت الرب تعالى فسالت يارب ما معنى العشق

فقال:

عيش بى وق قلبك عن سوى

نرمایا:

غوث اعظم نے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور سوال کیا کہ اے رب،

عشق کے کیا معنی ہیں؟ جواب عطا فرمایا کہ میرے ساتھ رہ، (زندگی گزار) اور

اپنے دل کو میرے غیر سے بچا۔

عشق کے معنی

حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پردردگار کو دیکھا، وہ لوگوں کی سمجھ سے اُدنچا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ عشق کیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں۔ فرمایا کہ اے غوث میرے ساتھ زندہ رہ اور اپنے دل کو بچائے رکھ میرے غیر سے جانتے ہو میں کیا کہتا ہوں۔ جب خُدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو وہ خود اپنے بندے پر عاشق ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ غوث پر ہوا تھا۔ غوث کو معشوقیت کا درجہ حاصل تھا یعنی غوث کو اپنا ہم رنگ اور اپنی ذات سے متصف کیا۔ پھر بندہ کو خود اپنے پر عاشق کرایا جس طرح کہ غوث پر اس سے قبل ایک حالت طاری تھی کہ اپنے عشق میں ان کو شدید کیا۔ اور اس طرح مُبتلا کیا کہ وہ سب کو بھول گئے۔ علم تمام جہل ہو گیا۔ غوث عشق صغیر کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ عشق کس حال میں ہے اور اس کے کیا معنی ہیں۔ جو میں تجھ سے مبتلا ہو گیا ہوں۔ لہذا اللہ تعالیٰ تربیت دیتا اور سکھاتا ہے کہ ”میرے سچا ہی اور اپنا دل میرے سولے (یعنی غیر سے) دُور رکھ۔“ بشارت دیتا ہے کہ خود کو زندہ جانو۔ اللہم احیانک۔ (اے اللہ ہم کو بھی اپنے ساتھ زندہ رکھ)۔ عشق کے یہ معنی ہیں۔

قال:

يا غوث الاعظم اذا عرفت ظاهرا العشوت
فعليك بلقائك عن العشق لون العشق حجاب
بين العاشق والمعشوق.

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، جب تم نے ظاہری عشق کو جان لیا تو تم پر لازم ہو گیا کہ
بگلے عشق کے مجھ میں فنا ہو جاؤ۔ کیونکہ عشق تو عاشق و معشوق کے مابین حجاب

۶

سوال

در خصوص مال دولتی که در تصرف اشخاص است
باید محض و شفعان را در شفعان رد کند لکن در بعضی
مقامات شفعان را شفعان رد

جواب

در خصوص مال دولتی که در تصرف اشخاص است
باید محض و شفعان را در شفعان رد کند لکن در بعضی
مقامات شفعان را شفعان رد

عاشق و معشوق میں عشق کا حجب

اللہ ربُّ العزت جل مجدہ حضرت سیدنا غوث الثقلین محی الدین شیخ
 عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے فرما رہے ہیں کہ اے غوث، جب تم نے
 پہچان لیا اور دیکھ لیا میری ذات کو اپنے دل اور رُوح میں کہ وہ تجھ پر شدید اور
 عاشق ہے تو اس سے بڑھ کہ تمہیں یہ چاہیے کہ میری ذات میں فنا ہو جاؤ۔
 کیونکہ یہ میری ذات کے پر تو کا عکس ہے۔ پر تو کا یہ عکس میرے اور تیرے
 درمیان پردہ ہے۔ اس پردے سے نکل پڑنے کی خدائے جل مجدہ
 غوثِ اعظم کو ہدایت فرما رہا ہے۔

کتابخانه مشرفین مشرفین

تاریخ مشرفین مشرفین مشرفین

مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین
 مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین
 مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین
 مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین
 مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین
 مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین
 مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین مشرفین

قال:

يا غوث الاعظم اذا ارادت توبه فعليك باخراج
اللهم عن النفس شر باخراج خطرات عن القلب
تصل الى الافانث من المستهزين.

ترجما:

اے غوث اعظم جب تم نے توبہ کا ارادہ کر لیا تو تم پر لازم ہو گیا کہ نفس کے
دوسوں سے باہر نکل آؤ۔ پھر دل کے خطرات سے باہر نکل جاؤ۔ یہاں تک
کہ مجھ سے مل جاؤ۔ وگرنہ تم تو دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

بسم الله

وانه از آنکه در این کتاب که در این عالم است و در
 این کتاب که در این عالم است و در این کتاب که در این
 عالم است و در این کتاب که در این عالم است و در این

بسم الله

که در این کتاب که در این عالم است و در این کتاب که در این
 عالم است و در این کتاب که در این عالم است و در این
 کتاب که در این عالم است و در این کتاب که در این

غم و سختی سے نکل کر توبہ

اے غوث جب تم توبہ چاہتے ہو۔ یعنی پر تو کا جو عکس تم میں ہے اس کو مجھ سے رجوع کرنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنی ذات کے اندیشہ اور وسوسہ سے نکل پڑو۔ جب تم عاشق ہو چکے اور عشق کو تم نے اپنے میں پوشیدہ رکھا۔ پھر اپنی ذات تکمیل تک پہنچایا، تو تمہیں چاہیے کہ میرے عشق میں مرجاؤ۔ تاکہ تمہارے لئے موت شہادت، اور تم شہید ہو جاؤ۔ میں تمہارا شاہد ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عشق وعف وکتم مات شہیداً
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے عشق کیا اور پاکدامن رہا، پھر اس کو
چھپایا تو گوگرد یا وہ شہید ہوا۔

دلی خطرات سے بھی باہر آ جاؤ۔ یعنی اپنے نفس کو چھوڑ کر میری طرف آ جاؤ۔ ورنہ تم محض بائیں
بنا نے والوں میں سے ہو جاؤ گے، پھر وہ کون ہے جو تمہارے پاس آئیں گے۔ ہاں ہاں
”مخلصین تو بڑے خطرے میں ہوتے ہیں“ والمخلصین علی خطر عظیم

از خویش بروں آئی در دوست درامی تا گم نشوی گم شدہ خویش نیابی
نکل کر آپ سے باہر سرایت دست میں کر جا نہ جب تک خود کو تو کھوئے تو کھوئے کو تو کیا پائے

مقاله استقامت

در این مقاله می خواهیم بدانیم که استقامت چیست و چرا
 آن را در زندگی ما نیاز داریم. استقامت به معنی
 توانایی تحمل سختی ها و نرسدگی ها است. این
 ویژگی را می توان با تمرین و تلاش در کارها
 و ورزش ها تقویت کرد. استقامت به ما کمک می
 کند تا در برابر مشکلات و دشواری ها نمانیم
 و بتوانیم به اهداف خود برسیم.

استقامت در زندگی ما بسیار مهم است. ما
 در هر روز با مشکلات و نرسدگی ها مواجه
 می شویم. اگر ما استقامت نداشته باشیم،
 به راحتی تسلیم می شویم و اهداف خود را
 فراموش می کنیم. اما اگر ما استقامت
 داشته باشیم، می توانیم به اهداف خود
 برسیم و زندگی خود را بهتر کنیم.

قال:

يا غوث الاعظم اذا ارادت ان تدخل في حرمي
فلا ملتفت بالسلك ولا بالملكوت ولا بالجبروت

منذ ما:

اے غوث اعظم، جب تم نے ارادہ کیا کہ میرے حرم میں داخل ہو جاؤ
تو کوئی توجہ نہ کرو ملک کی طرف، نہ ملکوت کی جانب اور نہ جبروت

کی طرف

روایت

عن ابی حمزہ رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
من لم یصلح نفسه ولم یصلح لیسه لم یصلح لیسرہ

روایت

عن ابی حمزہ رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
من لم یصلح نفسه ولم یصلح لیسه لم یصلح لیسرہ

تھو

خدائی حرم میں داخلہ

غوث اعظم سے اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں، وہ اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ اب وہ (خدا) غوثؒ کو یقیناً مقام اعلیٰ علیین پر پہنچانا چاہتا ہے جو کہ خدا کا حرم ہے۔ اس لئے کہتا ہے کہ اے غوث جب تو میرے حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے تو صوفی ہو جا۔ الصوفی عرش اللہ تعالیٰ فی الارض۔ کیونکہ صوفی زمین پر خدا کا عرش ہے اور صوفی خدا کے دست ہیں۔ اور اسی کے دامن تلے ہیں۔ بقول:

اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیرہ

میرے دوست میری قبلتے ہیں، ان کو بجز میرے اور کوئی نہیں جانتا۔

دوستوں کو سب پوشیدہ رکھتا ہے اور عشق کی وجہ سے اپنے پیراہن کے دامن کے نیچے رکھتا ہے جیسے کہ بعض صوفیوں کو رکھتا تھا۔ بقول: صوفی حق کی گود میں بچوں کی طرح ہیں۔ اس مقام پر لانے کے لئے غوث کو نصیحت کرتا ہے کہ ملک، ملکوت اور جبروت سے محبت نہ کرو۔

لان الملك شیطان العالم والملکوت شیطان
العارف والجبروت شیطان الواقف فمن
رضی بواحد منها فهو عندی من المطرودین۔

کیونکہ عالم کا شیطان ملک ہے اور ملکوت شیطان ہے عارف کا۔ اور
جبروت شیطان ہے واقف کا۔ جس نے ان میں سے کسی سے رغبت و
رضا کی تو وہ میرے نزدیک مردودوں میں سے ہے۔

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یہیں سے معلوم ہو کہ سالک جب اس جگہ پہنچے تو محبا ہدہ

(محنت و مشقت) کرتا رہے تاکہ اس کو دیدار (مشاہدہ) حاصل ہو۔

تعمیر و ترمیم

میں نے اپنے دل سے یہ دعا مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو
 جو اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور
 اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور
 اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور
 اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور

میں نے اپنے دل سے یہ دعا مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو
 جو اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور
 اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور
 اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور
 اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور

من اللیثات و صلواتی علیٰ العالمین اللیثات و اللیثات
 من اللیثات و صلواتی علیٰ العالمین اللیثات و اللیثات
 من اللیثات و صلواتی علیٰ العالمین اللیثات و اللیثات
 من اللیثات و صلواتی علیٰ العالمین اللیثات و اللیثات
 من اللیثات و صلواتی علیٰ العالمین اللیثات و اللیثات

ہر ایک کو چاہیے کہ اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرے اسے اپنا دوست بنا لے اور

قال لی:

یا غوث الاعظم الجاہدۃ بجر من جارا المشاہدۃ
 فعلیک باختیار الجاہدۃ لان المشاہدۃ بدون
 المجاہدۃ محال لان المجاہدۃ بذرا المشاہدۃ
 یا غوث الاعظم من حرم عن المجاہدۃ فلا سبیل
 الی المشاہدۃ . یا غوث الاعظم من اختار المجاہدۃ
 بی لا لغیری فله مشاہدتی شاء او ابی . یا غوث
 الاعظم لا بد للطالبین من المجاہدۃ کما لا بد لہم
 منی .

خدا نے مجھ سے فرمایا:

اے غوث اعظم۔ مجاہدہ، مشاہدہ کے سمندروں میں سے ایک سمندر ہے
 تمہیں چاہیے کہ مجاہدہ اختیار کرو۔ کیونکہ بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ ناممکن ہے
 مجاہدہ مشاہدہ کا ثمر ہے۔ اے غوث اعظم جو مجاہدہ سے محروم رہے، اس کو
 مشاہدہ کا راستہ نہیں ملتا۔ اے غوث اعظم جو مجاہدہ اختیار کرے میرے حق
 نہ کہ میرے غیر کے حق تو اس کو میرا مشاہدہ یاد دیا رہو جاتا ہے۔ اس کو پسند
 کرے یا ناپسند کرے۔ اے غوث اعظم۔ طالبین کے لئے مجاہدہ ضروری
 اور ناگزیر ہے۔ جس طرح کہ ان کے لئے میں ناگزیر اور ضروری ہوں۔

مُجاہدہ و مشاہدہ

اس کے معنی ظنا ہر ہیں۔ مجاہدہ کی تعریف خود فرماتا ہے، میں کیا کہوں؟
میں جو کچھ کہتا ہوں مُجاہدہ اس سے بالاتر ہے کیونکہ مُجاہدہ کے بجز مشاہدہ نہیں اور مجاہدہ
اولیاء اللہ کی خصوصیت ہے جیسا کہ مشہور ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين
 الذي هدانا لهذا
 الذي كنا لنهتدي لولا
 ان هدانا الله لكان
 لنا لعذابنا
 عذابا عظيما

قال:

يا غوث الاعظم ان احب العباد الى الله العبد
الذي كان له والد وولد وقلبه فارغ منها لومات
له الوالد فليس له الحزن بفوت الوالد ولومات له
الولد فلا يكون له هم الولد فاذا بلغ العبد هذه
الدرجة فهو عندى بلا والد ولا ولد ولم يكن له
كفوا احد - يا غوث الاعظم من لم يذق فناء الوالد
بمحبتي وفناء الولد بمودتي لم يجد لذة
الوحدانية والفردانية -

سند آیا:

اے غوثِ اعظم اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا وہ بندہ ہے جس کے
والد ہوں اور اولاد ہو۔ مگر وہ بندہ ان دونوں کی محبت سے (بے تعلق)
فارغ ہو۔ پس اگر اس کا والد مر جائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی
اولاد مر جائے تو اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو۔ جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو
وہ میرے پاس بلا والد اور بلا اولاد کے ہو گا جس کا کوئی قرابت دار نہیں
اے غوث جو شخص میری محبت میں والد کے فنا ہونے کا مزہ نہ چکھے اور میری موت
میں اولاد کی فنا کو محسوس نہ کرے تو اس کے لئے وحدانیت و فردانیت
کی لذت نہیں ہے۔

سؤال

سنة اختار ان يما ايصان اعطت في
 سنة اربعة ليرة في حياطة و سلكه و سلكه لان منا
 ثمانية ليرة و سلكه الترفيق من حياطة سلكه سلكه
 سنة سلكه الف ليرة ان سلكه الف ليرة و سلكه الف ليرة
 فان سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سلكه الف ليرة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه

جواب

سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه
 سنة سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه سلكه

بہترین محبتِ الہی، والد و اولاد سے بے نیازی

والد سے مراد صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولاد سے مراد صورتِ معشوق ہے۔ جب ان دونوں سے آگے بڑھ جاؤ گے تو خدائے عزوجل کی وحدانیت و فردانیت کی لذت چکھو گے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ کیا کرنا چاہیے۔

کتاب الفقه - حصہ اول - فقہاء اہل بیت علیہم السلام

کتاب الفقه - حصہ اول - فقہاء اہل بیت علیہم السلام
کتاب الفقه - حصہ اول - فقہاء اہل بیت علیہم السلام
کتاب الفقه - حصہ اول - فقہاء اہل بیت علیہم السلام

قال:

يا غوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الى في
 محل فاخر قلبا حزنا فارغاعن سواي
 (في محل اي في قلب او في روح معناه ظاهر)

ترجما:

اے غوث اعظم، جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی محل یا مقام میں
 تو تم ایسا دل اختیار کرو جو درد مند ہو اور میرے غیر سے فارغ ہو۔
 . اس کے معنی ظاہر ہیں۔ فی محل سے مراد دل یا روح میں، اپنے
 دل میں میرا درد پیدا کرو۔ انا عند المنكسرة قلوبہم لاجلی (کیونکہ
 میں ان دلوں میں ہوں جو میرے لئے ٹوٹے ہیں)۔ تو بھی میرے لئے ہمیشہ
 حُزن و بکا، رنج اور رونے میں مبتلا ہو جا۔

فقلت:

يارب ما علم العلم؛ قال يا غوث الاعظم علم العلم هو
 الجهل عن العلم۔

میں نے پوچھا:

اے رب علم کا علم کیا ہے۔ فرمایا کہ اے غوث اعظم علم کا علم
 اس علم سے ناواقف ہو جانا ہے۔

علم کا جاننا

میں نے پوچھا کہ اے میرے پروردگار اس علم کا علم کیا ہے۔ تو جواب فرمایا کہ اس علم سے نادانی ہے۔

العلم نقطة كثرتها في الجهل

علم ایک نقطہ ہے جس کی کثرت جہل میں ہے

اس لئے یہ علم کافی ہے کہ :

الله ولا سواه وكان الله ولم يكن معه شيء

وہوالات كما كان فلا يكون مع الله غير الله۔

بس اللہ ہی ہے اور اس کا کوئی غیر نہیں۔ اور اللہ ہی تھا، اس کے ساتھ

اور کوئی چیز نہ تھی۔ وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھی۔

(پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوگا)۔ اس علم کی کوئی انتہا نہیں۔ اس لئے نادان و جاہل ہو جا
صرف اتنا جان کہ تو یہ جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ والسلام۔

نہایت

بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا بڑا کام ہے

جس کا نام

بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا بڑا کام ہے

جس کا نام

بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا بڑا کام ہے

جس کا نام

بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا بڑا کام ہے

جس کا نام

بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا بڑا کام ہے

جس کا نام

بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا بڑا کام ہے

قال:

يا غوث الاعظم طوبى لعبد مال قلبه الى المجاهدة
 وويل لعبد مال قلبه الى الشهوات -

ترجمہ:

اے غوثِ اعظم! اس بندہ کے لئے خوشی ہے جس کا دل مجاہدہ کی
 طرف جھک گیا اور اس بندہ کے لئے ویل ہے اور افسوس، جس کا
 دل شہوات کی طرف جھک گیا۔

قال

فقد علمنا ان الله اخلقنا له سبحانه خلقا شريفا

من اولاد اهل البيت له سبحانه يورثه

قال

ان الله عز وجل خلقنا له سبحانه خلقا شريفا

من اولاد اهل البيت له سبحانه يورثه

يا كريمة من اولاد اهل البيت

مجاہدہ و شہوات سے عنبت

اسے غوث خوش خبری ہوا اس بندہ کو جس کا دل مجاہدات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجاہدہ، مشاہدہ ہے اور دلیل یا دوزخ کی گہرائی اور فراق اس کے لئے ہے جس کا دل شہوات، خود پرستی اور ہوا پرستی کی طرف مائل ہوا۔ کیونکہ خود پرست صرف میلانِ دل کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ تمام اعضاء کے میلان کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ القلب رئیس الاعضاء۔ (دل تمام اعضاء کا رئیس ہے) یا بادشاہ ہے۔ تم نے نہیں سنا کہ:

ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ اذا صلحت صلح سائر
الجسد واذا فسدت فسد الجسم کلہ الا وہی القلب
ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ جو اگر درست ہو تو جسم کو
درست رکھتا ہے۔ وہ اگر بگڑ جائے تو سارے جسم کو بگاڑ دیتا ہے۔ یہ
وہی دل ہے۔

وہ دل جو رحمان کے دو انگلیوں کے بیچ میں ہوتا ہے وہ ذکر ہے جو عرش، بیست اللہ
حرم خدا، آئینہ خدا کا مرتبہ رکھتا ہے۔ جانتے ہو مجاہدہ کرنے والے کے لئے مشاہدہ کا
راتب مقرر ہے۔ اولیاء کے علم و معلومات کا تجھے کچھ پتہ ہے جن کو تو مجنوں و دیوانہ کہتا ہے
وہی مجنوں جو کہتا ہے کہ میں لیلی ہوں اور لیلی میں ہے۔ منصور مغفور نے فرمایا ہے

واین وجہک مغفورنا طوبی فی باطن القلب امر فی باطن العین
تیری صورت کے سبب مغفور کرطوبی ہے دل کے باطن میں بھی ہیں اور آنکھ کے باطن میں
ہمارے خواجہ شبلی ازلی محبوب نے فرمایا:

انا قوئل واناسمع هل فی الدارین عنیری۔

میں ہی بولنے والا اور میں ہی سننے والا ہوں۔ کیا دونوں جہان میں میرا کوئی غیر ہے۔

سید طاہر رئیس قوم نے روزہ کی انتہا پر فرمایا: لیس فی جبتی سوی اللہ۔ (میرے

جبتہ میں سوائے اللہ کے (اور کوئی) نہیں۔ حسن خرقانی بیابانی نے کہا ہے، انا اقل

من ربی بسنتین۔ (میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں)۔ سید العرفاء، امام الاولیاء

نے فرمایا کہ اگر پردے کھل جائیں تو بھی یقین میں زیادتی نہ ہو اور محمد رسول اللہ، محبوب اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خدا کے منظور ہیں، فرمایا من رانی فقد رای اللہ (جس نے

مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا) اولادِ رسول صلعم نے جعفر ثانی محمد حسینی مقبول کے بارے

میں فرمایا کہ میری آنکھوں میں آئیں اور دیکھیں اور کہیں مجاہدہ کرنے سے جو مشاہدہ ہوتا ہے،

اُس کو حضرت عاشق سرفراز نے اپنے ہمزاد دست گیسو دراز سے کہا اگر وہ لکھوں تو

کئی کتابیں ہوں گی۔ پھر بھی ایک بار میں نہیں رکتا۔ اگر تو عشقِ حقیقی نہیں رکھتا تو عاشقِ مجازی

ہی بن جا۔ عشق کی ہی حقیقت ہے۔ اس کو مجازی پر کیوں محمول کرتے ہو اور کہانی لمبی کرتے

ہو۔ اللہ کا جمال دیکھنے والے جو بتاتے ہیں اگر اس کو پڑھو تو معلوم ہو کہ نام کے سوا کچھ فرق

نہیں ہے۔

محمد حسینی کو ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ماشاء اللہ ایسے لمبے چوڑے پانی میں ہوں کہ

نہ معلوم کتنا وسیع ہے۔ اس کی گہرائی کمر سے زیادہ نہیں۔ ایک جماعت اس میں سے گذر رہی

ہے۔ ان میں ایک میں بھی ہوں۔ ایک لڑکی پندرہ سال کی بھی جا رہی ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ

ہم سب کمر تک برہنہ ہیں۔ اس لڑکی کا ایسا جمال ہے کہ اس کے پرتو کا عکس سے چور پیدا

ہو جائے اور یہ چور خدائی (کے سوا اور کچھ نہ) دعویٰ کرے ہے۔

ایں جو ہر قدسی زکجا آمدہ یارب کا و صاف الہیت در و جملہ مرتب

اے خدایہ جو ہر قدسی کہاں سے آگیا سارے اوصافِ الہی جس میں پوشیدہ ہوئے

ایں معنی غیب است کہ گشت است مصیور یا روح حقیقی شدہ یا جسم مرکب

غیب کے ان سب معانی کا مصدق کون ہے یا حقیقی روح وہ ہے یا مرکب جسم ہے
اس کے گالوں کا رنگ، اس کے قد کی اٹھان، بہترین حسن کی صورت ہے۔ ایک نوجوان
لڑکے سے راز کے اشارے کر رہی ہے مجھ میں اور اس میں ایک فرسنگ برابر فیصلہ ہے۔
وہ مجھے خود بولا تی ہے، جیسا کہ دو لہا کو دلہن کے پاس نہایت عزت سے لے جاتے ہیں اس
طرح اس پانی میں ایک فرسنگ سے مجھے لے جا کر اسکے ساتھ ملا دیا گیا ہے

ازاں خوشتر و ازاں بہتر چہ باشد کہ ناگہ میر سدیارے بیارے

بھلا کیا بات ہے اور اس سے اچھی کہ یار اپنے اُس یار سے مل گیا۔

ایک شخص غیب الغیب سے ظاہر ہوا اور مجھ پر کپڑا اس طرح ڈال دیا جیسے کوئی کسی کو
لباس پہنا رہا ہے۔ اس حالت میں میں نے خود اسی جمال اسی حسن اسی لطف کے ساتھ بالکل
اس لڑکی کو دیکھا کہ وہ میری عاشق ہے اور میں اس کا عاشق ہوں۔ اس اشارے میں میرے اور
اس لڑکی کے درمیان ایک بڑے مرتبہ والا عیسیٰ ظاہر ہوا۔ پکارنے لگا کہ میں خدا کا بیٹا
ہوں۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا، میں بولا یہ عیسیٰ میرا لڑکا ہے۔ وہ بولی کہ
میرا بیٹا ہے۔ عیسیٰ پکارا کرتا اور گرتا بڑا کرتا ہر دو سے بیزاری ظاہر کرتا اور کہتا کہ میں نہ اس سے
ہوں، نہ اُس سے ہوں۔ میں خود ہی سے ہوں اور خود بخود ہوں۔ اس لڑکی کے یہ کہنے کے
بعد کہ عیسیٰ مجھ سے ہے، میں خود کو اس کا عین پاتا ہوں، وہ پانی جو میں نے سراسر (پانی) بتایا
ہے وہ بھی میں ہوں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا کروں جو کوئی محمد سینہ کی اتباع میں چلے
اس کو اسی طرح مشاہدہ اور دیدار ہو۔

بحرمت نبی دآل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حکایت عن الله تعالى من طلبني وجدني اى طلبني

بالمجاهدتي وجدني بالمشاهدة۔

اللہ تعالیٰ سے حکایت ہے، جس نے مجھے ڈھونڈا، پایا۔ یعنی

رایت الرب تعالیٰ ثم سالت عن المعراج .

قال لی :

یا غوث الاعظم المعراج ما زاغ البصر وما طغی .

میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق پوچھا .

مجھ سے فرمایا :

اے غوث ، معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے ، نہ غلط دیکھے .

بسم الله الرحمن الرحيم

وَاللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ وَالْأَسَى

وَالْحَزَنِ وَالْحَسْرَةِ

وَالْجُبْنِ وَالْكَؤُودِ وَالْجَبِينِ وَالْمُنْكَرِ

وَالْمُنْكَرِ الْهَائِلِ وَالْمُنْكَرِ الْهَائِلِ

وَالْمُنْكَرِ الْهَائِلِ

وَالْمُنْكَرِ الْهَائِلِ وَالْمُنْكَرِ الْهَائِلِ

معراج

فرمایا عوث پاکؓ نے کہ میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق اس سے پوچھا اس نے مجھ سے فرمایا کہ اے عوث معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے، نہ غلط دیکھے۔ فرمایا عوث پاکؓ نے کہ میں نے پروردگار کو دیکھا جو سمجھ کی پہنچ سے بلا ہے۔ ہر روز کے معاملات میں۔ محمد حسین نے رب العالمین کو نہ جانا نہ پہچانا اور اپنی مراد نہیں پائی تو دوسرے کون ہیں جن کو شمار کیا جائے۔ سنو، عاشق سرفراز نے اپنے ہمراز و گیسو دراز جعفر ثانی محمد حسین سے علم لدنی اور علمائے ربانی کے متعلق فرمایا کہ میں ایک روز بہار کے موسم میں بازار سے جا رہا تھا۔ ایک مست عورت کو دیکھا کہ بازار کے راستہ میں بیٹھی پان بیچ رہی تھی، چند بازی کار نوجوان اس عورت کے گرد تھے جو کہ گور سے بدن والی خوش مزاج تیز اور شوخ غمزہ باز، عشوہ ساز، عشق نما، یار پرداز، شیوہ ناک اور چالاک تھی کہ جس کی ہنسی مردوں کو زندہ کر دیتی اور اس کا قہقہہ آزاد کو غلام بناتا۔ لوگ اس کے بعد پھر کسی سے رجوع نہ ہوتے۔ اس کے ہونٹ قاب قوسین کی حکایت کرتے ہیں اور اس کی آنکھیں وہویدرک الابصار کا پتہ دیتی ہیں۔ اس کے گالوں سے قدوسی اور سلوچی کے انوار چمکتے ہیں۔ اس کے پستان ”ربوبیت“ کی شان سے ابھرنے کا پتہ دیتے تھے۔ اس کی پیشانی لاهوت کے بدرکار مز بناتی ہے اور وہ چند بازی کار نوجوان جو اس کے گرد گرد شوخی کر رہے تھے۔ ہر ایک کہتا کہ میں ہی خواہش مند ہوں اور خواہش مند میں ہی ہوں۔

انامن اھوی ومن اھوی انا۔

وہ پان والی ہر ایک سے رنگ آمیزی کرتی اور ان کو جان دینے کے لئے تیار کرتی تھی۔ اس نے مجھے بلایا اپنی طرف، مگر میں کیسے جانا کہ میں تو مرشد اور (لوگوں کو)

خدا کی طرف بلانے والا تھا۔ کچھ دیر ٹھہر کر سوچا اور کچھ دیر اس کی لطیف میٹھی آواز پر جس کی جانب تمام دل لوٹ جاتے ہوں۔ چند فارسی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

آنم کہ ہمہ جہان لفرمان من است سلطان منم و عشق تو سلطان من است

میں وہ ہوں کہ دنیا ہے مرے تابع فرماں سلطان ہوں پر عشق تیرا ہے مرا سلطان

تو جان منی ہمہ جہاں جان من است تو آن منی ہمہ جہاں آن من است

تو جان میری ہے تو جہاں بھی ہے میری جان تو آن میری ہے تو جہاں بھی ہے میری آن

لہذا اے دوست مشاہدہ کے لئے مجاہدہ کرنا چاہیے تاکہ مُرشدِ کامل کے طفیل سے

اس مقام پر پہنچ جائے ورنہ تو کہاں اور یہ بات کہاں، پانی اور مٹی کہاں۔ یہ رب العالمین

والی بات کہاں

ثم سالت عن المعراج فقال يا غوث الاعظم المعراج

هو الخروج عن كل شئى سواى۔

پھر میں نے معراج کی بابت پوچھا کہ معراج کیا ہے۔ فرمایا کہ معراج سوائے

میرے ہر چیز سے نکل پڑنا ہے۔

میرے ساتھ معراج یہ ہے کہ تم میرے ہر جلالی جمالی پر تو سے باہر نکل کر میری طرف

آ جاؤ تو اس مقام پر پہنچ جاؤ گے۔ واللہ یدعو الی دار السلام (اللہ دار السلام

کی طرف بلاتا ہے)۔ خُدا نے عز و جل اولیاء کو اپنی ذات کی طرف بلاتا ہے۔

جس کی صفت ”سلام“ ہے اور ”سلام“ تو اللہ ہی ہے۔ تم نہیں جانتے (خدا

نے) السلام علیک ایہا النبی (فرمایا کہ اے نبی تم پر سلام ہو)۔ یعنی میری ذات

مشتاق ہے تمہارے لئے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کیونکہ تم میرے نور کے

نور ہو اور میرے بھید کے بھید ہو۔ انت لعد لعدی و سر سری۔

ثم قال لي:

يا غوث الاعظم لا صلوة لمن لا معراج عندي
يا غوث الاعظم المحروم عن الصلوة
هو المحروم عن المعراج عندي.

پھر خدا نے مجھ سے فرمایا:

اے غوث اعظم اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جس کی میرے پاس معراج
نہ ہوتی ہو۔ اے غوث اعظم جو نماز سے محروم ہے وہ میرے معراج
سے محروم ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

تذکرہ

یہ کتاب تالیف ہے ان صاحبزادوں کی طرف سے
جو ان کے والدین کی خدمت میں
موجود تھے اور ان کے
مذہب و عقائد سے
مجاہد تھے

تذکرہ

یہ کتاب تالیف ہے ان صاحبزادوں کی طرف سے
جو ان کے والدین کی خدمت میں
موجود تھے اور ان کے
مذہب و عقائد سے
مجاہد تھے

یہ کتاب تالیف ہے ان صاحبزادوں کی طرف سے
جو ان کے والدین کی خدمت میں
موجود تھے اور ان کے
مذہب و عقائد سے
مجاہد تھے

نماز میں معراج

اے غوث کسی کو میرا وصال نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کو میرے پاس معراج نہ ہو۔

اے غوث جو میرے وصال سے محروم ہے یعنی پنجوقتہ نماز سے محروم ہے وہ میرے معراج سے محروم ہے۔ تمام اولیاء اللہ کو معراج یقینی اور حق ہے۔ معراج اس کے غیر سے الگ ہونے کو کہتے ہیں اور صلوة و نماز حق تعالیٰ سے ملنے کو کہتے ہیں اس حد تک کہ وہ (کسی اور کو) نہ جلنے مگر خدا کو جو (غیر خدا کو) الگ نہیں کرتا وہ (خدا سے) نہیں ملتا۔ وصل حقیقی کے لئے عشق مجازی چاہیے تاکہ ایسا وصل حاصل ہو جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ مجاز حقیقت کا زینہ ہے۔

معشوق بعاشق نہ اگر غمزدہ نمودے
عاشق کو نہ معشوق اگر غمزدہ بتائے
گر عشق نبودے بخدا کس نہ رسید
گر عشق نہ ہو جائے نہ کوئی بھی خدا تک
ہر کہ عاشق شود بوصول رسد
تاچہ سراسر است در میاں عشق
جو بھی عاشق ہو وہ پائے وصل کو

عشق کے اندر عجب کچھ بھید ہے

مطبوعات الکتاب

رسائل شیخ یعقوب چرخ

رحمۃ اللہ علیہ

شرح اسماء اللہ الحسنی

رسالہ جمالیہ رسالہ تائیدیہ

غوثِ شمدانی محبوبِ سبحانی

سیدِ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

کبریتِ احمد

ترجمہ و شرح

مولانا عبدالملک علیہ الرحمۃ



سر الاسرار



تحفہ مرسلہ

ساکنان تصوف کے لیے مشعل راہ

مکتوبات قدوسی

شیخ عبدالقدوس گنگوہی

مترجمہ

کپتان واحد بخش سیال چشتی

○

تذکرہ

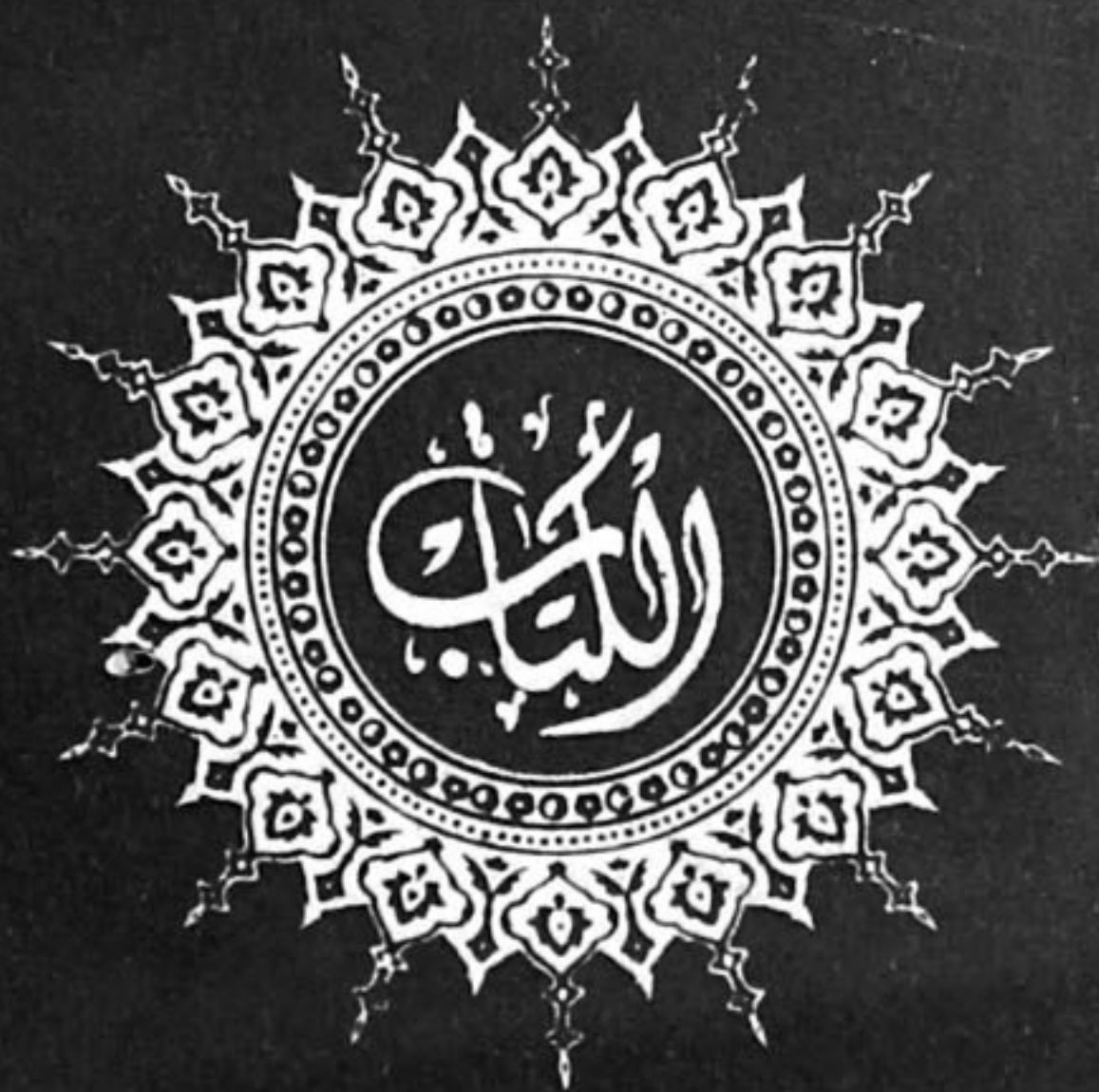
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ مبارک کی ایک جھلک

ڈاکٹر شہار احمد فاروقی

☆ لاہور میں واقع عالمی
☆ اسلامیات کونسل
☆ پاکستان





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کتاب المصابیح

سیرت النبی

غوث صفا فی محبوب سبحانی

سید محی الدین محمد امجدی جلیانی قدس سره

حضرت فتح ابرہہ نواز

سید محمد شمس الدین گیسو دار علیہ السلام

156

کتاب المصابیح